بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

فون نمبر ۴۴۹

روزنامہ الفضل ربوہ

خاص نمبر

یوم۔ منگل

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲-۵۰ روپے

جلد ۳۵/۷۰ | ۱۷ جمادی الاول ۱۴۰۱ھ ۲۴ امان ۱۳۶۰ ہش ۲۴ مارچ ۱۹۸۱ء | نمبر ۶۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں

حضرت اقدس کے دست مبارک سے لکھے ہوئے الفاظ بیعت

حضرت اقدس نے آج سے ۹۲ سال قبل جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھتے ہوئے بیعت کے جو الفاظ اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرمائے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔ ادارہ الفضل اس تاریخی اور قیمتی دستاویز کو انتہائی عجز و انکسار سے اپنے قارئینِ کرام کی خدمت میں پیش کرتا ہے

"بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی

آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے ان تمام گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں میں مبتلا تھا اور اپنے سچے دل اور پکے ارادہ سے عہد کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے۔ اپنی عمر کے آخری دن تک تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا اور دین کو دنیا کے آراموں اور نفس کے لذات پر مقدم رکھوں گا اور اشتہار کی دس شرطوں پر حتی الوسع کاربند رہونگا اور میں اپنے گذشتہ گناہوں کی خدا تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔ استغفر اللہ ربی استغفر اللہ ربی استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ۔ رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہٗ لا یغفر الذنوب الا انت۔"

حضور کی تحریر کا عکس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے ان تمام گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں میں مبتلا تھا۔ اور اپنے سچے دل اور پکے ارادہ سے عہد کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے اپنی عمر کے آخری دن تک تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا اور دین کو دنیا کے آراموں اور نفس کے لذات پر مقدم رکھوں گا اور اشتہار کی دس شرطوں پر کاربند رہوں گا اور میں اپنی گذشتہ گناہوں کی خدا تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں استغفر اللہ ربی استغفر اللہ ربی استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔

(اشتہار کی دس شرطوں پر حضرت اقدس کا دستخط)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قیامِ احمدیت کا ایک مقصد

سیدنا حضرت اقدس ..... اللہ کی برکات اور سلامتی آپ پر ہو، نے جب آج سے ۹۲ برس قبل ایک نئی جماعت کی بنیاد رکھی تو جہاں اس جماعت کے قیام کا بنیادی مقصد سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی حاصل کرنا اور محبت مولیٰ کی راہ سیکھنا قرار دیا وہیں پر آپ نے ایک اور نہایت اہم اور بنیادی بات بھی اس جماعت کے قیام کے بنیادی مقاصد میں بتائی جو بظاہر حیران کن نظر آتی ہے۔

حضور آپ پر سلامتی ہو، نے اس جماعت کے قیام کے لیے سب سے پہلے تبلیغ کے نام سے جو اشتہار جاری فرمایا وہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو جاری ہوا اس کے پہلے الفاظ یہ تھے۔

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لیے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لیے مجھ سے بیعت کریں۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۸۸)

جماعت احمدیہ کے قیام کی اس بنیادی دستاویز میں جس ایک اہم بات کی طرف ہم متوجہ کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ ایمان پاکیزگی حاصل کرنے کے الفاظ کے بعد "کاہلانہ" زندگی چھوڑنا بھی اس جماعت کے قیام کی بنیادی اغراض میں شامل قرار دیا گیا ہے۔

یعنی ایک احمدی کو ایک متحرک جاندار گرمجوش اور ہر لحظہ آگے سے آگے بڑھنے والی زندگی گذارنے کی تلقین کی گئی ہے اور اس کی یہی خوبی اس کو غیروں سے ممتاز اور ممیز کرتی ہے۔

اس پہلے اشتہار کے بعد حضور نے تکمیل تبلیغ کے نام سے دوسرا اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو شائع کیا اس میں دس شرائط بیعت بیان کی گئیں اور مخلصین کو بیعت کے لیے آنے کو کہا گیا۔

اس سلسلے کا تیسرا اشتہار حضور، اللہ تعالیٰ کی سلامتی آپ پر ہو، نے ۴ مارچ ۱۸۸۹ء کو جاری کیا جس میں بیعت کرنے والوں کو ارشاد فرمایا کہ ۲۰ مارچ ۱۸۸۹ء کے بعد لودھیانہ آجائیں۔ اور اگر وہاں نہ آسکیں تو ۲۵ مارچ کے بعد قادیان آجائیں۔ اس اشتہار کا نام "گذارش ضروری بخدمت ان تمام صاحبوں کے جو بیعت کرنے کے لیے مستعد ہیں" رکھا اس اشتہار میں بھی بیعت کرنے والوں کو ابتدائی چند سطروں میں یہ خوشخبری سنائی گئی ہے کہ اس جماعت کے قیام کے ذریعے سے مسلمانوں کو نکمی اور کمزور زندگی سے نکال لیا جائے گا۔ اس اشتہار کا ابتدائی پیراگراف ملاحظہ ہو، حضور فرماتے ہیں:۔

"اے اخوان مومنین (اَیَّدَکُمُ اللّٰہُ بِرُوْحٍ مِّنْہُ) آپ سب صاحبوں پر جو اس عاجز سے خالصاً للہ بیعت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں واضح ہو کہ بالقائے ربّ کریم و جلیل جس کا ارادہ ہے کہ مسلمانوں کے انواع و اقسام کے اختلافات اور غل اور حقد اور نزاع اور فساد اور کینہ اور بغض سے جس نے ان کو بے برکت و نکما و کمزور کر دیا ہے نجات دیکر فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖ اِخْوَانًا کا مصداق بنا دے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۹۳)

اس میں بھی نکمے پن اور کمزوری سے نجات دلانا جماعت احمدیہ کے قیام کا ایک مقصد قرار دیا گیا۔

اس اشتہار میں آگے چل کر حضور نے فرمایا:۔

"یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لیے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لیے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ بہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں اور ایک کاہل اور بخیل اور بے مصرف مسلمان نہ ہوں۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۹۶)

اس اشتہار میں بتایا گیا کہ احمدی مسلمان "کاہل" نہیں ہوگا۔ جب وہ احمدیت کے دائرہ میں داخل ہو جائیگا تو اس کا وجود اسلام کی خدمت اور عظمت کے لیے اسی وقت کام آئے گا جب وہ دن رات تندی و تیزی اور پوری کاوش سے کام کرنے والا ہوگا اور اپنے اوقات کو ایک لمحہ کے لیے بھی ضائع نہیں کریگا اس کی زندگی جوش و مسرت سے بھری ہوگی اور وہ ہمہ وقت بھرپور محنت اور دن رات ایک کرکے کام کرنے والا ہوگا۔ اس اشتہار میں آگے چل کر حضور نے اپنی اس جماعت کے افراد کو جن سے بیعت لینا مقصد تھا مخاطب کرکے سب سے پہلے ان خصائص کو اپنی ذات پر چسپاں کیا ہے اور فرمایا کہ اس جماعت کی تربیت باطنی میرا کام ہوگا اور ان کو نفس امارہ اور شیطان کے پنجے سے رہائی دلاؤں گا اور پھر فرمایا کہ میں کاہل اور سست نہیں رہوں گا۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"اس قدوس جلیل الذات نے مجھے جوش بخشا ہے تا میں ان طالبوں کی تربیت باطنی میں مصروف ہو جاؤں اور ان کی آلودگیوں کے ازالہ کے لیے دن رات کوشش کرتا رہوں اور ان کے لیے وہ نور مانگوں جس سے انسان نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے اور بالطبع خدا تعالیٰ کی راہوں سے محبت کرنے لگتا ہے اور ان کے لیے وہ روح قدس طلب کروں جو ربوبیت تامہ اور عبودیت خالصہ کے کامل جوڑ سے پیدا ہوتی ہے اور اس روح خبیث کی تسخیر سے ان کی نجات چاہوں کہ جو نفس امارہ اور شیطان کے تعلق شدید سے جنم لیتی ہے سو میں بتوفیقہٖ تعالیٰ کاہل اور سست نہیں رہونگا اور اپنے دوستوں کی اصلاح طلبی سے جنہوں نے اس سلسلہ میں داخل ہونا بصدق قدم اختیار کرلیا ہے غافل نہیں ہوں گا۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۹۷)

یعنی حضرت اقدس کے نزدیک کاہلی سستی اور غفلت وہ چیزیں ہیں جن کو دور کرنے کے لیے اس جماعت کی بنیاد رکھی گئی ہے اور اس خرابی کو دور کرنے کے لیے محنت کس قسم کی چاہیئے اس کی وضاحت حضرت مصلح الموعود نے یوں فرمائی ہے۔

"..... دل میں یہ احساس ہو کہ جو کام ہمارے سپرد کیا جائے ہم نے اسے ضرور کرنا ہے اور اسے ختم کرکے چھوڑنا ہے چاہے ڈیسک پر بیٹھے یا میز پر بیٹھے بیٹھے یا فرش پر بیٹھے بیٹھے یا چلتے چلتے یا کام کرتے کرتے میری جان ہی کیوں نہ نکل جائے جب تک یہ مادہ اور یہ حس پیدا نہیں ہوتی اس وقت تک ہم کبھی ترقی نہیں کرسکتے اور کبھی بھی ہم تسلی اور اطمینان کے ساتھ یہ امانت اگلی نسلوں کے سپرد نہیں کرسکتے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ مئی ۱۹۴۵ء مطبوعہ الفضل ۱۱ مئی ۱۹۴۵ء)

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس معیار پر چلنے کی توفیق عطا کرے تاکہ ہم حضرت اقدس اور حضرت مصلح الموعود کے ارشادات پر حقیقی معنوں میں عمل کرنے والے ہوں۔ آمین ؎

کلام حضرت المصلح الموعود

ظہورِ مہدیٔ آخر زماں ہے ! سنبھل جاؤ کہ وقتِ امتحاں ہے
محمدؐ میرے تن میں مثل جاں ہے یہ ہے مشہور جاں ہے تو جہاں ہے
گیا اسلام سے وقتِ خزاں ہے ہوئی پیدا بہارِ جاوداں ہے
ہر اک دشمن بھی اب رطب اللساں ہے مرے احمد کی وہ شیریں زباں ہے
دیا ہے رہنما بڑھ کر خضر سے خدا بھی ہم پہ کیا مہرباں ہے
نہیں دنیا میں جس کا جوڑ کوئی ہمارا پیشوا وہ پہلواں ہے
نہیں دنیا کی خواہش ہم کو ہرگز فدا دیں پر ہی اپنا مال و جاں ہے
نہیں اسلام کو کچھ خوف محمود
کہ اس گلشن کا احمدؐ باغباں ہے

(کلام محمود)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعلق باللہ

فنا بقا اور لقا کے مدارج حسنہ

محبتِ الٰہی اور اس کا حصول

مکرم پروفیسر سعود احمد خاں صاحب

اسلام ایک غیر منقسم حقیقت ہے اس لیے کہ اس کا مقصد خدائے واحد و یگانہ کی توحید کی طرف بلانا ہے۔ اگر اس میں اہل ظاہر اور اہل باطن کی تقسیم ہو جائے یا اہل شریعت اور اہلِ طریقت کے گروہ بن جائیں تو پھر یہ اشتباہ پیدا ہو سکتا ہے کہ کونسا راستہ صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے حبیب رسول مقبول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قرآن مجید میں یہ اعلان فرمایا:۔

وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ۚ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ط ذالکم وصکم بہ لعلکم تتقون۔

(سورۃ الانعام آیت ۱۵۴)

اور یہ یقیناً میرا سیدھا راستہ ہے پس اس کی پیروی کرو اور مختلف راستوں کے پیچھے نہ پڑو نہیں تو وہ تمہیں خدا کے راستہ سے اِدھر اُدھر لے جائیں گے اور وہ اس امر کی تمہیں اس لیے تاکید کرتا ہے کہ تم متقی ہو جاؤ۔

معلوم ہوا راستہ ایک ہے۔ اگر کئی راستے ہوں تو تفرقہ پیدا ہوتا ہے جو تقویٰ کے خلاف ہے۔ بغیر کسی تفریق و تقسیم کے ایک ہی راستہ پر گامزن ہونا ہی شیطان سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا:

یایھا الذین امنوا ادخلو فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطن انہ لکم عدو مبین۔

(سورۃ البقرہ آیت ۲۰۹)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم سب کے سب فرمانبرداری کے دائرہ میں آجاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو وہ یقیناً تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اہل شریعت اور اہل طریقت کی اصطلاحات ہمکو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سعادت مہد میں اور خلفائے راشدین کے دور میں نہیں دکھائی دیتیں۔ دین کی اصل روح تو فرمانبرداری ہے اسلام کے معنی ہی تسلیم و رضا کے ہیں اور جہاں فرمانبرداری ہے وہاں ذمہ داری جو زندگی کو بامقصد بنا دیتی ہے اور مقصد تعلق باللہ ہی ہے ہمارے سید و مولا محمد مصطفیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی کام کیا اور اپنے اصحاب کو زمین سے اٹھا کر آسمان پر پہنچا دیا جیسے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اصحابی کالنجوم بایتھم اقتدیتم اھتدیتم

میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں پس جس کی تم پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

ان کے پاس شریعت تھی تو وہ قرآن مجید تھا اور طریقت تھی تو اسوۂ رسول تھا جو عین قرآنِ مجید کے مطابق تھا۔ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:۔

کان خلقہ قرآن۔

یعنی آپ کا خلق قرآن مجید تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محولہ بالا حدیث مبارکہ بالکل قرآن مجید کے مطابق ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

والسبقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ۔

(سورۃ التوبہ آیت ۱۰۰)

اور جو مہاجرین اور انصار میں سے سبقت لے جانے والے ہیں اور وہ لوگ بھی جو کامل اطاعت دکھاتے ہوئے ان کے پیچھے چلے اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ صحابہ کی اقتدا صرف اتنی ہی ہے کہ جس طرح انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اسی طرح ہم بھی اس سعادت سے حصہ پائیں کیونکہ دین کی اصل غرض محبت الٰہی کا اصل ذریعہ تو اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

(آل عمران آیت ۳۲)

تو کہہ کہ اے لوگو اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اس صورت میں اللہ بھی تم سے محبت کرے گا۔

وحدتِ وجود

قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور صحابہ کرام کی سیرت میں شریعت اور طریقت کی تمیز نظر نہیں آتی، لیکن زمانہ مابعد میں ان دونوں اصطلاحوں نے علیحدہ علیحدہ مذہب کی صورت اختیار کر لی اور سمجھا یہ جانے لگا کہ اہل شریعت کو محبتِ الٰہی سے کوئی غرض نہیں بس چند خاص عبادات کی بجا آوری دین کا ماحصل رہ گیا تو دوسری طرف اہل طریقت نے ترک دنیا کر کے دین کے عملی احکامات سے تساہل برتا اور عبادات پر مراقبہ کو ترجیح دیکر راہبوں کے طریقے اپنا لیے۔ اور رفتہ رفتہ غیر مذاہب کی رہبانیت کی آڑ میں کی جانے والی انسانی کمزوریاں بھی بعض مسلمانوں میں پیدا ہو گئیں۔ حضرت اقدس نے اس قسم کی فروعات پر مبنی وحدت الوجود کے نظریے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ (اس نظریے نے)

"اباحت اور دہریت کے دروازوں کو کھول دیا ہے اور اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس وقت زندہ ہوتے تو وہ ان کو دیکھ کر حیران ہوتے کہ یہ اسلام کہاں سے آیا انسان کو کسی حالت میں مناسب نہیں ہے کہ وہ انسانیت کی حدود کو توڑ کر آگے نکل جاوے کیا سچ کہا ہے

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزا ئے بر مصطفا"

(ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۹ و ۳۵۰)

جو اہل طریقت جن کو صوفیا کہا جاتا ہے اباحت سے بچے بھی تو مراقبہ نے انکو غور و فکر کر دیا۔ یہ وہی زمانہ تھا جب یونانی دین بھی ایک فلسفہ بن گیا اور اشرا بعض اہل تصوف نے بھی کل کا بنا کر خدائے واحد کے ساتھ ملا دیا ذات یا وحدت الوجود کا نظریہ ہی وجود ہے جس نے مختلف رو فلاسفہ نے اس وجود کو مادہ کا نام آخری شکل کو جز لا ینجزیٰ سمجھ کل کائنات کو ایک وجود بنا کر اس ایسے عقیدہ کا لازمی نتیجہ شرک و ایک مملکت میں جب سب ہی حکم اور رعایا کا تصور تو خود بخو حالانکہ اللہ تعالیٰ حاکم ہو اور ا تو اس طرح ذمہ داری کا احساس جہاں ذمہ داری ہو وہاں مقصد صحیح اور غلط یا دین کی زبان میں شعور پیدا کر دیتی ہے اور مقصد سے ہی تو انسان اشرف المخلوقات وحدت الوجود کے تحت انسانی ز یا بامقصد ہونے کی نفی ہو جاتی اقدس فرماتے ہیں:۔

"وجودیوں نے فلسفیوں کی سمجھ لیا کہ انسان کے سم نہیں یا خدا کے سوا اور کچھ ۔۔۔۔ گویا انہوں نے ڈاکٹر طرح تشریح کر کے خدا تعا دیکھ لیا ہے جب ہی تو یہ خدا بنتے ہیں۔ حالانکہ یہ اور بے ہودہ امر ہے اللہ تو صاف فرماتا ہے لا تد الابصار۔ وجودیوں کا ہے کہ ہم ہی لا الہ الا پڑھتے ہیں اور ہم ہی سچے ہیں۔ باقی سب مشرک ہیں نتیجہ عوام میں یہ ہوا کہ ابا گئی اور فسق و فجور میں ترقی کیونکہ وہ اسے حرام نہیں اور نماز روزہ اور دو اوامر کو ضروری نہیں سمجھ سے اسلام پر بہت بڑی ہے میرے نزدیک وجودیوں دہریوں میں انیس بیس کا

(ملفوظات جلد

ہو سکتا ہے کہ ابتدا میں اہل تصو رہی ہو اور اسلام اور فلسفہ کے نے فلسفہ زدہ لوگوں کے ایمان کو میں دین کو فلسفیانہ انداز میں پیش ہمارے زمانہ میں بعض حضرات منکر ہوئے اور بعض نے مبشرا انکشافات کا انکار کر دیا کیونکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ان فیوض و برکات کو سائنس کے اصولوں کے مطابق پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے کیوں نہ خود دین کو سائنس کے طور پر پیش کیا جائے۔ بہر حال وحدت الوجود کے صوفیا کے طریقوں سے عبد اور معبود کے فرق کو اس پہلے دور نے مٹا دیا، لیکن اس طرح اس فرق کو سمجھ لینے سے جو اخلاق اور روحانیت کی ترقی کی راہیں اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے مقدر فرمائی تھیں انسان ان سے محروم ہو جاتا ہے اس زمانہ میں ہمارے پیشوائے ربانی حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"ایک ذرہ حرکت اور سکون نہیں کر سکتا جب تک آسمان پر اول حرکت نہ ہو ..... طریق تادب یہ تھا کہ وہ اس مقام پر ٹھہر جاتے جو فرق عبد اور معبود کا ہے اس سے آگے نہ بڑھتے مگر وہ ایسے طریق پر ہیں کہ عملی حالت میں رہے جاتے ہیں ---- دہریت اور ان میں انیس بیس کا فرق ہے اس فرقہ (وجودی) میں خیر نہیں عیسائیوں نے ایک خدا بنا کر آگ لگائی اور انہوں نے ایک وجود کو خدا بنایا۔ ہندوؤں پر بھی ان کا بد اثر پہنچتا ہے۔ حرمت کی پرواہ نہیں ہے اس لیے متاہی وغیرہ سب جائز رکھتے ہیں۔ صورت پرست ہوتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۵۱)

چونکہ اکابر صوفیاء تو بہر حال اسلام کی حقیقت سے باخبر تھے۔ شریعت کے احکام کی بھی پابندی وہ ضروری سمجھتے تھے۔ اتباع رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کا شعار تھا اس لیے انہوں نے بعض ایسی باتیں کہیں جن سے لوگوں نے وحدت الوجود کی تائید کے اشارے نکالے۔ تو ان کا مقصد ہرگز اباحت کی ترغیب دلانا نہ تھا۔ بلکہ ان کا مقصد تو انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو اس طرح پیدا کیا ہے کہ وہ کسی نہ کسی رنگ میں اس کے تابع فرمان رہ کر ہی اپنا وجود قائم رکھ سکتی ہیں جیسے شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی نے فرمایا الحمد للہ الذی خلق الاشیاء وھو عینھا تو اس کا مطلب یہ نہ تھا کہ خالق اور مخلوق میں کوئی فرق نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام مخلوقات کی تخلیق متقاضی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے عین مطابق اپنے اپنے مفوضہ فرائض بجا لائیں۔

وللہ یسجد من فی السمٰوٰت والارض طوعاً وکرھاً وّ ظلٰلھم بالغدو والاصال۔

(سورۃ الرعد آیت ۱۶)

اور جو وجود آسمانوں یا زمین میں ہیں اور ان کے سایے بھی خوشی سے یا کراہت سے ہر صبح اور شام اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔

اور اگر کوئی ایک قانون سے بچنے کی کوشش بھی کرے تو بھی اس کی پاداش میں اس کو دوسرے قانون کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑیگا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ قانون قدرت سے باہر نکل کر کسی اور وجود کی علمداری میں چلا جائے۔ پس کسی بھی حقیقی عارف باللہ صوفی نے وحدت الوجود کے تحت اپنے آپ کو نعوذ باللہ خدا سمجھتے ہوئے شریعت سے اپنے کو آزاد نہیں گردانا۔ چنانچہ حضرت اقدس فرماتے ہیں:

"بعض اکابر محی الدین العربی وغیرہ کی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اس لیے کہ یہ بحث فضول ہے۔ بہت امور مرنے کے بعد معلوم ہونگے ---- محی الدین بھی قائل ہیں کہ انسان متقی ہو اور خدا پر ایمان لانے والا ہو تو نجات پائیگا۔"

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۴۳۵ و صفحہ ۴۳۶)

پس جب حضرت شیخ اکبر خود شریعت کے پابند تھے اور اس پابندی کو لازمی سمجھتے تھے تو پھر کیسے وحدت الوجود کے ایسے معنی ان کی طرف منسوب کئے جا سکتے ہیں جو اباحت یا دہریت یا شرک کے مطابق ہوں چنانچہ جب کسی نے ان سے بعض چیزوں کے خدا ہونے کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:

"استغفر اللہ اللہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے لیکن ہمارا روئے سخن اس کی طرف ہے جو مردار کو مردار کی صورت اور غلاظت کو غلاظت کی شکل میں دیکھتا ہی نہیں۔ ہمارا مخاطب وہ ہے جو بینائی رکھتا ہے اور پیدائشی اندھا نہیں۔"

(دائرۃ المعارف اسلامیہ مضمون بر تصوف یونیورسٹی آف پنجاب)

فنائے نظری

معلوم ہوا حضرت ابن عربی کے نزدیک جس آنکھ سے مخلوقات نظر آتی ہے اس سے خدا کو نہیں دیکھا جا سکتا بلکہ خدا تعالیٰ کو دیکھنے کے لیے مادی آنکھ کو بند کرنے کی یا فنا کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر ایک اور نور پیدا ہوتا ہے جسکو روحانی بصیرت کہہ سکتے ہیں جو مخلوق کو دیکھ کر اس کے خالق سے تعلق قائم کرے۔ اپنے زمانہ کے فلسفیوں کو سمجھانے کے لیے اگر حضرت ابن عربی نے بعض فلسفیانہ اصطلاحات استعمال کیں تو ان کی روح کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے نہ کہ ان کے لفظی معنی لیکر مشرکانہ طریق اختیار کیا جائے۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں۔

"طبعاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ وجودی کہاں سے ہوئے۔ قرآن شریف اور اسلام میں ان کا پتہ نہیں ملتا مگر غور سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو صرف دھوکا لگا ہوا ہے۔ جو راستباز اکابر گزرے ہیں وہ اصل میں فنائے نظری کے قائل تھے اس کے یہ معنی ہیں کہ انسان ہر ایک نقل و حرکت اور سکون میں توجہ اللہ کی طرف رکھے اور اسقدر فانی اسمیں ہو کہ گویا کسی شے کی قدرت اور حرکت بذاتہٖ اسے نظر نہ آوے۔ ہر ایک شے کو فانی جان لے اور اسقدر نصرت الٰہی اسے نظر آوے کہ بلا ارادہ الٰہی کے اور کچھ نہیں ہو رہا۔ اس مسئلہ میں غلطی واقع ہو کر آخر فنا وجودی تک نوبت آگئی اور یہ کہنے لگے کہ سوائے خدا کے اور کوئی شے نہیں ہے۔ اپنے آپ کو بھی خدا ماننے لگے۔ اس خیال سے یہ مذہب پھیلا ہے کہ فنائے نظری کے شوق میں اولیا اللہ سے کچھ ایسے کلمات نکلے ہیں جن کی الٹی تاویل کر کے یہ وجودی فرقہ بن گیا۔ فنائے نظری تک انسان کا حق ہے کہ وہ محبوب میں اور اپنے آپ میں کوئی جدائی نہ سمجھے اور

من تو شدم تو من شدی۔ من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

کا مصداق ہو۔"

(ملفوظات جلد ۱، صفحہ ۹۲)

اگر غور سے دیکھا جائے تو تمام بزرگان دین تعلق باللہ کا مطلب اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سامنے اپنی مرضی سے بکلی انقطاع کے لیتے تھے گویا کہ ان کی اپنی ہستی کوئی چیز ہی نہیں۔ اصلی اور بناوٹی صوفی میں یہی فرق ہے کہ بناوٹی صوفی اپنی مرضی کو خدا کی مرضی بنا کر ہر بات کو اپنے لیے جائز سمجھتا ہے جس کا دوسرا نام اباحت ہے کیونکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ دنیا میں ہر بات خدا کی مرضی سے ہو رہی ہے اور اس طرح اس کے اپنے دل و دماغ میں جو خواہش اور خیال پیدا ہوتا ہے خدا کی مرضی سے ہوتا ہے اس لیے وہ جو چاہے سو کرے حالانکہ جب اللہ تعالیٰ نے بندوں کی ہدایت کے لیے اپنے انبیاء اور فرستادوں کا نظام قائم کیا تو معلوم ہوا کہ انسان کو ارادہ کی قوت بطور امتحان دی گئی۔ اور امتحان میں کامیابی کے لیے اپنی طرف سے تعلیم بہم پہنچائی اب اپنے ارادہ کو پاک و صاف نہ رکھنا کھلی بغاوت نہیں تو اور کیا ہے۔

جب تعلق باللہ اور صوفیائے ربانی کے فنا فی اللہ کے ذوق و شوق سے لوگوں نے غلط نظریہ قائم کیا اور ہر چیز کو خدا بنا بیٹھے اور اپنی مرضی کو بھی خدا کی مرضی سمجھ لیا تو علمائے حق اور خود صوفیائے ربانی نے اس کے خلاف آواز اٹھائی مثلاً امام احمد سرہندی مجدد صاحب نے بروقت رہنمائی فرمائی اور وحدت وجود کے مقابلہ میں وحدت شہود کا نظریہ پیش کیا۔ گویا حضرت مجدد سرہندی بھی فنا فی اللہ کے خلاف نہ تھے۔ البتہ وجودیوں کے اس طریقہ کے خلاف تھے جسمیں وہ خدا کو اپنی ذات میں فنا کر کے توحید کا ادعا کرتے ہیں اعیاذاً باللہ۔ اگر حقائق دین بیان کرتے ہوئے صحیح اصطلاحات استعمال کی جائیں یا پھر انہی الفاظ میں محدود رہا جائے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائے یا پھر معلم حقیقی نبی عربی کی زبان فیض ترجمان صلی اللہ علیہ وسلم سے ادا کروائے تو پھر غلط فہمی کا امکان باقی نہیں رہتا۔

چنانچہ حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"جیسے جسم کے تمام اعضاء روح کے ارادوں کے تابع ہوتے ہیں اور جس طرف روح جھکتی ہے اسی طرف وہ جھک جاتے ہیں یہی نسبت خدائے تعالیٰ اور اس کی مخلوقات میں پائی جاتی ہے اگرچہ میں صاحب فصوص (حضرت ابن عربی۔ ناقل) کی طرح حضرت واجب الوجود کی نسبت یہ تو نہیں کہتا کہ خلق الاشیاء وھو عینھا مگر یہ ضرور کہتا ہوں خلق الاشیاء وھو کعینھا ھذا العالم کصبح ممدود من قوارید۔ ما الطاقت العظمی یجری تحتھا ویفعل ما یرید۔ یخیل فی عیون ناظرہ کلھا ھو۔ یحسبون الشمس والقمر والنجوم موثرات بذاتھا ولا موثر الا ھو۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اشیاء کو پیدا کیا اور وہ انہی کی طرح ہے۔ یہ تمام کائنات ایک ایسا محل ہے جس میں شیشے کے ٹکڑے لگائے گئے ہیں اور تمام عظیم قوت اسی کے تابع فرمان ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ تمام آنکھیں اس کی تمام ذات و صفات کا تخیل کرنے سے قاصر ہیں۔ انکے نزدیک سورج چاند اور ستارے اپنی اپنی ذات میں صاحب اقتدار ہیں حالانکہ صاحب اقتدار تو صرف اسی (اللہ تعالیٰ) کی ایک ذات ہے۔"

(توضیح مرام ایڈیشن روحانی خزائن صفحہ ۴)

پس بعض اوقات کوئی شخص ایک اصطلاح استعمال کرتا ہے جبکہ دوسرے اس کو اسی طرح سمجھنے سے قاصر ہیں جس طرح اس کا بنانے والا سمجھتا ہے۔ حضرت ابن عربی خود تو دین کو سمجھتے تھے اور فنائیت کے مقام پر تھے لیکن ان کی اصطلاح بعض کو دھوکے کا موجب ہو گئی۔ حضرت مجدد سرہندی نے اس غلطی کو دور کرنے کی کوشش کی لیکن بعض دفعہ وحدت شہود سے بھی یہ غلط تاثر لیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہی جلوہ ہے جو ہر چیز پر نظر آتا ہے، لیکن اس کی جلوہ بننے کے لیے اس کا تابع فرمان ہونا ضروری ہے خاص طور سے انسان کا وجود جو اللہ تعالیٰ کا تابع فرمان ہونے کی پوری صلاحیت رکھنے کے باوجود اپنے ارادے سے بھٹک بھی جاتا ہے جیسے حضرت مولانا روم نے فرمایا:

وآں انا بے وقت گفتن لعنت است
وآں انا بر وقت گفتن رحمت است

جب فرعون نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ دعویٰ موجب لعنت ہوا کیونکہ وہ دعویٰ صبغۃ اللہ (اللہ کے رنگ) کے بغیر کیا گیا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اولین و آخرین کے سردار افضل الرسل خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا:

قل یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ (سورۃ الزمر آیت ۵۴)

تو کہہ دے اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جان پر ظلم کیا اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ تم کو تمام عالمین کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا اور پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین بھی اپنے آقا و مولیٰ کی کامل اتباع میں یعنی انتہائی درجہ پیروی کر کے محبت الٰہی سے ظلی طور پر ایسے سرشار ہوئے

(بقیہ صفحہ ۸ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیت اور علمِ تصوّف

مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد ربوہ

اِس جہاں میں خواہشِ آزادگی بیسُود ہے ❋ اِک تری قیدِ محبّت ہے جو کردے رُستگار
دِل جو خالی ہو گدازِ عشق سے وہ دل ہے کیا ❋ دل وہ ہے جس کو نہیں بے دلبرِ یکتا قرار
فقر کی منزل کا ہے اوّل قدم نفیِ وُجُود ❋ پس کرو اِس نفس کو زیر و زبر از بہرِ یار

(دُرِّ ثمین)

تصوّف کے لغوی اور اور اصطلاحی معنے کیا ہیں؟ اس کے مشہور سلسلوں اور خانوادوں مثلاً قادری، نقشبندی، چشتی، سُہروردی، جلالی اور شاذلی وغیرہ کے مسالک میں کیا فرق ہے؟ صوفیاء اور مُتصوِّفین کے مابین کیا خطِ امتیاز رہا اور اُن کے اثرات دنیائے اسلام میں کیا رونما ہوئے؟ بلاشبہ یہ سب مباحث روحِ تصوّف اور تاریخِ تصوف کو سمجھنے کے لیے بہت مفید بلکہ ضروری ہیں مگر اس مضمون میں اسلامی تصوف کی صرف اس ارتقائی شکل کی ایک جھلک کو نمایاں کرنا مقصود ہے جس کی تجلّی حضرت اقدس پر براہِ راست درگاہِ محمدیؐ کی برکت سے ہوئی جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں ؎

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

احمدی تصوّف کی خصوصیات

حضرت اقدس کے پیش فرمودہ علمِ تصوف کی بہت سی امتیازی خصوصیات ہیں مثلاً:۔

۱۔ آپ نے اس آسمانی علم کو قرآن و سنت کی اصل بنیادوں پر استوار کیا اور ثابت کیا کہ اس کی تفصیلات و جزئیات قرآن مجید بلکہ سورۃ فاتحہ میں موجود ہیں۔

۲۔ یہ تصوف توحیدِ خالص کے چشمہ صافی سے جاری ہونے کے باعث اُن برکتوں سے معمور ہے جو خیر القرون کے اہل اللہ اور ارباب طریقت و حقیقت کو حضرت احدیت جلشانہ سے عطا ہوئیں۔

۳۔ یہ تصوف چونکہ حقیقی اسلام ہی کا دوسرا نام ہے۔ اس لیے زندگی کے ہر شعبہ اور راہ پر محیط ہے۔ چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ اگر ہم غور سے حضرت اقدس کے لٹریچر کا مطالعہ کریں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ آپ کی کتابیں تصوف کے ہمہ گیر اسرار و رموز اور حقائق و معارف سے لبریز ہیں اور قیامت تک کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ تزکیہ نفس، ذکر و فکر، شکر، صبر، توکل، تقویٰ، دُعا، الہام، وحی اور کشف و رویا غرضکہ اسلامی تصوّف کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جس پر بڑی تفصیل و شرح بسط کے ساتھ روشنی نہ ڈالی گئی ہو۔

۴۔ حضرت اقدس نے مسائل تصوف کو اپنی روحانی اور کشفی نگاہ اور آسمانی بصیرت سے دیکھا اور اپنے مشاہدات و تجربات کی روشنی میں اُن کی واضح دلنشیں اور اثر انگیز الفاظ میں وضاحت فرمائی اور اس طرح دنیا بھر کے لیے سلوک کی راہیں ہمیشہ کے لیے روشن کر دیں۔

۵۔ آپ کے علم تصوف کا مقصود صرف یہ ہے کہ دنیا کے ہر دل پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی اور ابدی نبوت کا نقش ہمیشہ کے لیے قائم ہو جائے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"یقیناً یاد رکھو کہ کوئی شخص سچا مسلمان نہیں ہو سکتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع نہیں بن سکتا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین نہ کرے جب تک ان محدثات سے الگ نہیں ہوتا اور اپنے قول اور فعل سے آپ کو خاتم النبیین نہیں مانتا۔ سعدی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

بزہد و ورع کوش صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

ہمارا مدعا جس کے لیے خدا تعالےٰ نے ہمارے دل میں جوش ڈالا ہے یہی ہے کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قائم کی جاوے جو ابدالآباد کے لیے خدا نے قائم کی ہے اور تمام جھوٹی نبوتوں کو پاش پاش کر دیا جاوے۔"

(فتاویٰ احمدیہ ص۹۱)

۶۔ خاکساری اور تواضع تصوفِ اسلامی کی جان ہے جیسا کہ حضرت شہاب الدین سہروردیؒ کی کتاب "عوارف المعارف" جلد اول کے صفحہ ۱۲۷ پر درج شدہ ذیل کی حدیث سے ثابت ہے:۔

"لَا یَکْمُلُ اِیْمَانُ الْمَرْءِ حَتّٰی یَکُوْنَ النَّاسُ عِنْدَہٗ کَالْاَبَاعِرِ ثُمَّ یَرْجِعُ اِلٰی نَفْسِہٖ فَیَرَاھَا اَصْغَرَ صَاغِرٍ۔"

ترجمہ:۔ مومن کا ایمان کمال کو نہیں پہنچتا۔ یہاں تک کہ تمام لوگ اس کے نزدیک مینگنیوں کی طرح ہوں۔ پھر وہ جو اپنے نفس کی طرف رجوع کرے تو اسے سب سے چھوٹی چیزوں میں سے چھوٹا پائے۔"

امام المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس و مطہر وجود پر چونکہ روحانیت کا ہر اعلیٰ مقام ختم ہے اس لیے حضورؐ کی پُرسوز دعائیں بھی عجز و انکسار کا بے مثال نمونہ ہیں۔ اس سلسلہ میں حضورؐ کی صرف تین مناجات علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی مشہورِ عالم کتاب "الجامع الصغیر فی احادیث البشیر والنذیر" سے پیش کرتا ہوں۔

۱۔ "قُلِ اللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَرٰی مَکَانِیْ ..... اَبْتَھِلُ اِلَیْکَ ابْتِھَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ ....." (جلد ۱ ص۵۶)

ترجمہ: کہ اے اللہ تو میری فریاد سُنتا ہے اور میری جگہ کو دیکھتا ہے ..... مَیں تیرے حضور ایک گنہگار اور ذلیل شخص کے گڑگڑانے کی طرح گڑگڑاتا ہوں۔

۲۔ قُلِ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَوِّنِیْ وَاِنِّیْ ذَلِیْلٌ فَاَعِزَّنِیْ ...." (جلد ۱ ص۵۶)

ترجمہ:۔ کہہ اے اللہ! مَیں کمزور ہوں تو مجھے قوت بخش، اور مَیں ذلیل ہوں تو مجھے عزت عطا فرما۔

۳۔ قُلِ اللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ ....." (جلد ۲ ص۸۶)

ترجمہ: کہہ اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے وسیع تر ہے۔

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسوۂ مبارکہ سے جو انمٹ نقوش قائم فرمائے وہ ہمیشہ اولیاء صوفیائے اُمّت کے سر کا تاج بنے اور اسی کے طفیل اُن کے خرقہ و سجادہ اور میخانۂ معرفت کو رونق عطا ہوئی۔ چنانچہ حضرت عبداللہ انصاری فرماتے ہیں:۔

"مَیں کیا بتاؤں کہ صوفی کون ہے کہ وہ نہ آدم زاد ہے نہ آدم۔"

("فوائد فریدیہ" کا اردو ترجمہ مسمّٰی بہ فیوضاتِ فریدیہ ص۷۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

از حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف
ناشر: مکتبہ معین الادب ڈیرہ غازی خان)

حضرت اقدس کی نگاہ میں بھی عجز و انکسار تصوف کی جان، تقویٰ کی رُوح اور شانِ اولیاء کا فخر ہے۔ آپ نے فروتنی، مسکینی اور غریبی کے اختیار کرنے اور کبر و غرور اور نخوت و تکبر کی راہ کو چھوڑنے کی بار بار تاکید فرمائی ہے۔ اس سلسلہ میں حضور کے چند اشعار درج ذیل ہیں:۔

تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول
تا تم پہ ہو ملائکۂ عرش کا نزول
اسلام چیز کیا ہے؟ خدا کے لیے فنا
ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا
جو مر گئے انہیں کے نصیبوں میں ہے حیات
اِس رہ میں زندگی نہیں ملتی بجز ممات
شوخی و کبر دیو لعیں کا شعار ہے
آدم کی نسل وہ ہے جو وہ خاکسار ہے
اَے کرمِ خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر حضرت ربِّ غیور کو
بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اِسی سے دخل ہو دارالوصال میں
چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اِسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضیٔ مولےٰ اسی میں ہے
تقویٰ کی جڑ خدا کے لیے خاکساری ہے
عفت جو شرطِ دیں ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۰)

علمِ تصوف کے بیش بہا نکات

حضرت اقدس نے علم تصوف کے بیشمار نکاتِ معرفت بیان فرمائے ہیں اور عرفان و ایقان کے لاتعداد لعل و جواہر سے سالکوں اور مقربانِ درگاہِ الٰہی کے دامن کو بھر دیا ہے۔ میں ذیل میں نمونۃً حضور کے تحریر فرمودہ چند نکات کا ذکر کرتا ہوں جو حضور کے مجموعۂ مکتوبات جلد اوّل سے انتخاب کئے گئے ہیں۔ خدائے عزّوجل کے عشاق کو چاہیئے کہ وہ ان مکتوبات کو لفظاً لفظاً مطالعہ کریں۔ اُنہیں علم و عرفان کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ان میں دکھائی دے گا۔ اور ان کا دل محسوس کرے گا کہ حضور نے ایک مثالی جامعیت کے ساتھ اسلام کے چودہ سو سالہ تصوف کے لٹریچر کا ایک نفیس مرقع امتِ مسلمہ کے سامنے رکھ دیا ہے۔

مقامِ عبودیت

فرمایا:۔

"جب طالب کمال وصول کا خدا کے لیے اپنے تمام وجود سے الگ ہو جاتا ہے اور کوئی حرکت اور سکون اس کا اپنے لیے نہیں رہتا بلکہ سب کچھ خدا کے لیے ہو جاتا ہے تو اس حالت میں اس کو ایک روحانی موت پیش آتی ہے جو بقاء کو مستلزم ہے۔ پس اس حالت میں گویا وہ بعد موت کے زندہ کیا جاتا ہے اور غیر اللہ کا وجود اس کی آنکھ میں باقی نہیں رہتا۔ یہاں تک کہ غلبہ شہود ہستی الٰہی سے وہ اپنے وجود کو بھی نابود ہی خیال کرتا ہے پس یہ مقام عبودیت و فناء اتم ہے جو غایت سیر اولیاء ہے اور اسی مقام میں غیب سے باذن اللہ ایک نور سالک کے قلب پر نازل ہوتا ہے جو تقریر اور تحریر سے باہر ہے۔ غلبہ شہود کی ایک ایسی حالت ہے کہ جو علم الیقین اور عین الیقین کے مرتبہ سے برتر ہے۔ صاحب شہود تام کو ایک علم تو ہے مگر ایسا علم جو اپنے ہی نفس پر وارد ہو گیا ہے جیسے کوئی آگ میں جل رہا ہے۔ سو اگرچہ وہ بھی جلنے کا ایک علم رکھتا ہے مگر وہ علم الیقین اور عین الیقین سے برتر ہے۔ کبھی شہود تام بیخبری تک بھی نوبت پہنچا دیتا ہے اور حالت سکر اور بے ہوشی کی غلبہ کرتی ہے۔ اُس حالت سے یہ آیت مشابہ ہے فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا۔ لیکن حالت تام وہ ہے جس کی طرف اشارہ ہے۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی یہ حالت اہل جنت کے نصیب ہوگی۔ پس غایت یہی ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے آپ اشارہ فرمایا ہے وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ۔

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۱۰۹)

فیضانِ دُرود کے حصول کا طریق

فرمایا:۔

"درود شریف سے پہلے اپنا یہ مذہب قائم کر لینا چاہیئے کہ رابطہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ تک پہونچ گیا کہ ہرگز اپنا دل یہ تجویز نہ کر سکے کہ ابتداء زمانہ سے انتہاء تک کوئی ایسا فرد بشر گزرا ہے جو اس مرتبہ محبت سے زیادہ محبت رکھتا تھا یا کوئی ایسا فرد آنے والا ہے جو اس سے ترقی کرے گا اور قیام اس مذہب کا اس طرح پر ہو سکتا ہے کہ جو کچھ محبان صادق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں مصائب اور شدائد اٹھاتے رہے ہیں یا آئندہ اُٹھا سکیں۔ یا جن جن مصائب کا نازل ہونا عقل تجویز کر سکتی ہے وہ سب کچھ اٹھانے کے لیے دل صدق سے حاضر ہو اور کوئی ایسی مصیبت عقل یا قوتِ واہمہ پیش نہ کر سکے کہ جس کے اٹھانے سے دل رک جائے اور کوئی ایسا حکم عقل پیش نہ کر سکے کہ جس کی اطاعت سے دل میں کچھ روک یا انقباض پیدا ہو اور کوئی ایسا مخلوق دل میں جگہ نہ رکھتا ہو جو اس جنس کی محبت میں حصہ دار ہو۔۔۔۔ پس جب اس طور پر یہ درود شریف پڑھا گیا تو وہ رسم اور عادت سے باہر ہے اور بلاشبہ اس کے عجیب انوار صادر ہوں گے اور حضور

"تام کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ اکثر اوقات گریہ و بکا کے ساتھ ہو اور یہاں تک کہ یہ توجہ رگ و ریشہ میں تاثیر کرے کہ خواب اور بیداری یکساں ہو جاوے"

(مکتوباتِ احمدیہ جلد اول صفحہ ۱۳)

بے قراری اور گریہ زاری کی ضرورت

فرمایا:

"نماز میں بالخصوص دعائے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں دلی آہوں سے۔ دلی تضرعات سے۔ دلی خضوع سے۔ دلی جوش سے حضرت احدیت کا فیض طلب کرنا چاہیئے۔ اور اپنے تئیں ایک مصیبت زدہ ۔۔۔۔ اور عاجز اور لاچار سمجھ کر اور حضرت احدیت کو قادر مطلق اور رحیم کریم یقین کر کے رابطہ محبت اور قرب کے لیے دعا کرنی چاہیئے۔ اس جناب میں خشک ہونٹوں کی دعا قابل پذیرائی نہیں۔ فیضان

دیانت و امانت میں منفرد ادارہ
فون نمبر ۶۶۴
علی اسٹیٹس
پراپرٹی ڈیلرز
سکنی و زرعی زمین، مکانات اور کوٹھیوں کی خرید و فروخت کیلئے ہمیں خدمت کا موقع دیں
آپکا خادم:۔ شیخ عبدالخالق
کالج روڈ۔ چوک اقصیٰ۔ ربوہ

شفتل اور برسیم سے ہونیوالا
جانوروں کا اُپھارہ
نیز زہرباد۔ منہ کھر۔ ہرکن۔ کنار۔ تھنوں کی سوزش۔ دُودھ کی کمی۔ واہ۔ پستانوں کی گلٹی۔ ناڑو وغیرہ کے کامیاب نسخوں کی ویٹرنری گائیڈ ۵۰ پیسے کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر مفت منگوائیں۔ کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ پاکستان
لاہور، کراچی۔ ہیڈ آفس ربوہ فون نمبر ۶۰۶/۶۰۷

ہر قسم کی کاروں، اور جیپوں کی کمانیوں
اور
پٹوں نیز کاروں جیپوں کے سلنسر بکس
اور سلنسر پائپ کیلئے ہماری خدمات سے
فائدہ اٹھائیں
میاں بھائی آٹو سٹور
۱۰۔ منٹگمری روڈ لاہور
انٹرنیشنل آٹو کارپوریشن چوک چوبرجی لاہور
فون نمبر سیل ڈپو ۳۱۱۴۶۳

سائیکل، ٹرائیسکل اور بچہ گاڑیاں مضبوط خوبصورت اور ارزاں ملنے کا پتہ:۔ محبوب عالم اینڈ سنز راجپوت سائیکل ورکس نیلہ گنبد لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سماوی کے لیے سخت بیقراری اور جوش وگریہ وزاری شرط ہے اور نیز استعداد قریبہ پیدا کرنے کے لیے اپنے دل کو ماسوا اللہ کے شغل اور فکر سے بکلی خالی اور پاک کر لینا چاہیئے۔ کسی کا حسد اور نفار دل میں نہ رہے۔ بیداری بھی پاک باطنی کے ساتھ ہو اور خواب بھی۔ بے مغز باتیں سب فضول ہیں اور جو عمل روح کی روشنی سے نہیں وہ تاریکی اور ظلمت ہے۔ خذوا التوحید والتفرید والتمجید وموتوا قبل ان تموتوا۔"

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صـ۱۴)

مقدسوں کی سیری

فرمایا:۔

طیبین اور طاہرین کا سیر ہو کر کھانا اس قسم کا سیر ہونا نہیں ہے جو ان لوگوں کا ہوا کرتا ہے جن کے حق میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایسے کھاتے ہیں جیسے چارپائے کھایا کرتے ہیں اور آگ ان کا کھانا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی وقت سیر ہو کر کھانا اور ہی نور ہے اور اگر اس سیری کو ان لوگوں کی طرف نسبت دی جائے جن کا اصل مقصد احتظاظ اور تمتع ہے اور جن کی نگاہیں نفسانی شہوات کے استیفا تک محدود ہیں تو اس سیری کو ہم ہرگز سیری نہیں کہہ سکتے۔ سیری کی تعریف میں پاکوں اور مقدسوں کی اصطلاح اور ناپاکوں اور شکم پرستوں کی اصطلاح الگ الگ ہے اور پاک لوگ اسی قدر غذا کھانے کا نام سیری رکھ لیتے ہیں کہ جب فی الجملہ حرقت جوع دور ہو جائے اور حرکات وسکنات پر قوت حاصل ہو جائے۔ غرض مومن کی سیری یہی ہے کہ اس قدر غذا کھاوے جو اس کی پشت کو قائم رکھے اور حقوق واجبہ ادا کر سکے۔ پس جو سید المومنین ہے اس کی سیری کا قیاس عام لوگوں کی سیری پر قیاس مع الفارق ہے اسی طرح بہت لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عظیم کو نہیں سمجھا اور الفاظ کے مورد استعمال کو ملحوظ نہیں رکھا اور اپنے تئیں غلطی میں ڈال دیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی وقت یہ فرمانا کہ میں سیر ہو گیا ہوں ہرگز اس قول کا مترادف نہیں کہ جو دنیا والوں کے منہ سے نکلتا ہے۔ جنہوں نے اصل مقصد اپنی زندگی کا کھانا ہی سمجھا ہوا ہوتا ہے۔ غرض پاکوں کا کام اور کلام پاکوں کے مراتب عالیہ کے موافق سمجھنا چاہیئے اور ان کے امور کا دوسروں پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے وہ درحقیقت اس عالم سے باہر ہوتے ہیں گو بصورت اسی عالم کے اندر ہوں۔"

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صـ۲۷-۲۸)

عشق کا چشمۂ صافی

فرمایا:۔

"قبل از جذبۂ عشق جو کچھ انسان کے دل میں رسوم وعادات بھری ہوئی ہوتی ہیں اور جو کچھ جہل مرکب کی باتیں اور پر تعصب خیالات اس کے سینہ میں جمع ہوئے ہیں اصل میں وہی اس کا دین ہوتا ہے جس کو کسی حالت میں چھوڑنا نہیں چاہتا۔ اور جب جذبہ عشق اس پر غالب آتا ہے تو وہ خیالات کہ جو تپ دق کی طرح رگ وریشہ سے ملے ہوئے ہوتے ہیں بآسانی چھوٹ جاتے ہیں اور بعد اس کے عشق الٰہی ایک پاک دین کی تعلیم کرتا ہے کہ جو عادت اور رسم کی آلودگی سے منزہ ہے اور تعصبات کی لوث سے پاک ہے۔ بس نافع اور مبارک دین یہی ہوتا ہے جو عشق کے بعد آتا ہے اور جو عشق کے اول خیالات ہیں وہ بہت سی زہروں سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور حقیقت میں وہ اسی لائق ہیں کہ عشق پر فدا کئے جائیں اور ان کے عوض وہ پاک خیال کہ جو عشق کے صافی چشمے سے نکلتے ہیں جو ہر اک تعصب اور رسم اور عادت سے منزہ ہے حاصل کئے جائیں۔"

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صـ۴۲)

درد اور محبت الٰہی کی نعمت

فرمایا:۔

"حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو عمدہ نعمت دنیا کے لیے لائے وہ یہی درد اور محبت الٰہی ہے جس کو خدا اور رسول کی محبت دی گئی اس نے اپنی اصل مراد کو پا لیا ہے

ہر قسم کی عمارتی لکڑی کیلئے اپنے معروف ادارہ

گلوب ٹمبر کارپوریشن

(گورنمنٹ کنٹریکٹر)

۲۶۔ نیو ٹمبر مارکیٹ راوی روڈ لاہور پر تشریف لائیں

فون نمبر ۶۰۲۲۰ ۵۳۴۳۰ رہائش ۶۲۹۳۰

فیکٹری رچنا ٹاؤن ۷۱۰۳۶۲

احباب لکڑی کو دیمک سے محفوظ رکھنے کیلئے ہم سے رابطہ پیدا کریں

ہر قسم کا کاغذ، بکس بورڈ اور گتہ

بارعایت خریدنے کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں اور دعا فرمائیں

مقبول پیپر مارٹ

گنپت روڈ لاہور۔ فون نمبر ۶۳۸۴۹

گھر:۔ ملک عبداللطیف ستکوہی فون نمبر ۶۲۵۱۶

جدید فیشن کے مطابق

سونے کے جڑاؤ اور سادہ زیورات اور چاندی کے خوشنما برتن ٹی سیٹ وغیرہ کیلئے

فرحت علی جیولرز

کمرشل بلڈنگ شاہراہ قائداعظم لاہور

فون نمبر ۵۲۶۲۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور بلاشبہ وہ سعید ہے اور نار جہنم کو اس سے مس کرنا حرام ہے لیکن جس کو وہ محبت عطا نہ ہوئی اور اس نے اپنے خدا اور اپنے نبی کا قدر شناخت نہیں کیا اس کا زبانی طور پر مسلمان کہلانا کچھ حقیقت نہیں رکھتا بلکہ نماز روزہ بھی بجز ذاتی محبت کے اپنی اصل حقیقت سے خالی ہے ایک حدیث میں آیا ہے یاتی علی زمان یصلون و یصومون ویجمعون فی المساجد ولیس فیھم مسلم یعنی ایک زمانہ وہ آئیگا کہ لوگ نماز بھی پڑھیں گے اور روزے بھی رکھیں گے اور مسجدوں میں اکٹھے ہوں گے پر اُن میں سے ایک بھی مسلم نہ ہوگا یعنی مومن حقیقی نہ ہوگا۔ اپنی دنیا اور اپنی رسوم میں گرفتار ہوں گے اور دین بھی رسم کے طور پر بجا لائیں گے۔"

(مکتوبات احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۵۱)

صوفی اور صافی میں فرق

فرمایا:۔

صوفی باعتبار اس حالت کے سالک کا نام ہے کہ جب وہ اپنے زور اور تمام توجہ اور تمام عقل اور تمام اطاعت اور تمام مشغولی سے خدا تعالیٰ کی راہ میں قدم اٹھاتا ہے اور اپنی جانفشانیوں اور محنتوں اور صدقوں کے ذریعہ خدا تعالیٰ تک پہنچنا چاہتا ہے تو اس حالت میں تمام کاروبار اس کا وابستہ اوقات ہوتا ہے اور اگر اپنے وقتوں کو ہر یک لعو ولعب سے بچا کر یاد الٰہی سے معمور کرتا ہے تو اگر خدا نے چاہا ہے تو کسی منزل تک پہنچ جاتا ہے اور نیز صوفی کے لیے بھی لازم ہے کہ اسی جہان میں اپنی نجات کے آثار نمایاں کا طالب ہو اور اپنے کام کے دن میں بھی اپنی اُجرت کا خواستگار ہو فردا یعنی قیامت پر صوفی اپنا حساب نہیں ڈالتا اور نسیہ اور اودھار کا روادار نہیں ہوتا بلکہ دست بدست مزدوری مانگتا ہے اور اس آیت شریفہ پر اس کا عمل ہوتا ہے من کان فی ھذہ اعمٰی فھو فی الاخرۃ اعمٰی۔ پس صوفی ان علماء ظاہری کی طرح نہیں ہوتا کہ جو صرف ظاہری اعمال بطور عادت اور رسم کے بجا لاکر اور تزکیہ نفس اور تنویر قلب سے بکلی محروم رہ کر بہشت کی امیدیں باندھ رہے ہیں بلکہ صوفی اسی جہان میں اپنے بہشت کو دیکھنا چاہتا ہے اور صرف وعدوں پر قناعت نہیں کرتا سو صوفی عمل کے رو سے بھی ابن الوقت ہے جو حفظ اوقات ہی سے اس کے سارے کام نکلتے ہیں اور حاضر الوقت نعمتوں کو پاتا ہے لیکن چونکہ ہنوز اپنی ہی قوتوں اور طاقتوں اور اخلاصوں اور صدقوں اور محنتوں اور مجاہدات پر اس کا مدار ہے اور مسافر کی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ قدم رکھنا اس کا کام ہے۔ اس لیے وہ صاحب حال ہے صاحب مقام نہیں۔ کیوں کہ حال وہ ہے جو تغیر پذیر ہو اور مقام وہ ہے جس کو ثبات اور قرار ہو سو صوفی ابھی مسافر کی طرح ہے کیونکہ ایک جگہ چھوڑتا ہے دوسری جگہ جاتا ہے دوسری جگہ چھوڑتا ہے تیسری جگہ جاتا ہے، لیکن صافی وہ ہے جس کو بعد حصول فناء اتم کے عنایات الٰہیہ نے اپنی گود میں لے لیا۔"

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۵۷)

نفس انسانی جامع اسرار عالم

فرمایا:۔

بعض کتب میں من عرف نفسہ فقد عرف ربہ حدیث نبوی کر کے بیان کیا گیا ہے احیاء العلوم میں اس قسم کی بہت سی احادیث ہیں جن میں محدثین کو اپنے قواعد مقررہ کے رو سے کلام ہے مگر اس قول میں کوئی ایسی بات نہیں کہ جو قال اللہ وقال الرسول سے منافی ہو۔ وقال اللہ تعالےٰ و فی انفسکم افلا تبصرون۔ الجزو ۲۷۔

حضرت رب العالمین نے تمام عالم کو اسی غرض سے پیدا کیا ہے کہ تا وہ شناخت کیا جاوے

جائیداد کی خرید و فروخت کیلئے

باعتماد ادارہ

ندیم کنسٹرکٹرز اینڈ پراپرٹی ڈیلرز

فون ۵۲۱

فون گھر ۴۳۱

ریلوے روڈ

بالمقابل

ریلوے سٹیشن

رحمت بازار ربوہ

کو

یاد رکھیں

ٹویوٹا

گاڑی کے ہر قسم کے اصلی پُرزہ جات ہول سیل پر

الفرقان موٹر اسٹور سے حاصل کریں

۳۸۔ تبت سنٹر۔ بندر روڈ کراچی، فون نمبر ۷۴۶۰۹

ہر قسم کی عمارتی لکڑی

دیوار، گیل، چیل، پرتل کے لئے ہمارے ہاں رجوع فرمائیں

سٹار ٹمبر سٹور

۵۳ فیروزپور روڈ۔ بالمقابل تھانہ اچھرہ۔ لاہور، فون ۴۱۰۶۱۷

سونے اور چاندی کے اعلیٰ، معیاری، عروسی زیورات نیز مغلیہ دور کے کُندن کے اعلیٰ ڈیزائن بنانے کیلئے

نیو راحت علی جیولرز

غلام احمد اینڈ برادرز، اکبر بازار شیخوپورہ، فون نمبر ۳۱۸۱

رہائش فون نمبر ۳۹۹۱

کو یاد رکھیں!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نفس انسانی ایک نسخہ جامع جمیع اسرار عالم ہے اور کچھ شک نہیں کہ جس کو کما حقہٗ علم نفس حاصل ہو اس کو معرفت حاصل ہو گی کیونکہ جو جمیع عالم کی حقیقت دریافت کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ پس یہ طریق نہایت قریب اور آسان ہے کہ انسان اپنے نفس کی شناخت کے لیے کوشش کرے۔"

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۵۹)

نیز فرمایا:۔

"اس راہ کے وہ شخص ہوتا ہے کہ وصال اور بقا سے کچھ مطلب نہ رکھے اور ان تمام واقعات اور مکاشفات سے کچھ سروکار نہ ہو کہ جو سالکوں پر کھلتے ہیں کرامات اور خوارق عادات کا خواہاں نہ ہو اور مقامات واصلین کا جویاں نہ ہو اور بایں ہمہ سعی اور مجاہدہ میں ہمت نہ ہارے اور خدا تعالیٰ کے بندوں میں سے فی الواقع ایک ذلیل بندہ اپنے تئیں خیال کرتا ہے اور اپنی زندگی کا اصل مقصد اسی راہ میں جان دینا ٹھہراوے گو کچھ راہ پاوے یا نہ پاوے۔ راستبازوں کا یہی راستہ ہے اُن کو اس سے کیا کام کہ حضرت احدیت سے اس بات کا پہلے تصفیہ کرالیں کہ ہم کو آخر راہ ملے گا یا محض محروم رکھنا ہے صادقوں کو ملنے یا نہ ملنے سے کچھ کام نہیں۔ اگر بالفرض پردہ غیب سے ہزار لعنت سنیں تو اس سے دل برداشتہ نہیں محبوب کی لعنت بھی محبوب ہے کل یومٍ ھو فی شان۔"

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۶۱)

فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ نے عاجز پر کھول دیا ہے کہ زید و عمر کچھ چیز نہیں ہر ایک کام اس کے اختیار میں ہے پھر جبکہ ایسا ہے تو دوسروں کی شکایت عبث ہے اس عاجز پر جو کچھ تفضلات اور احسانات حضرت خداوند کریم ہیں وہ حد و شمار سے خارج ہیں۔"

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۶۴)

تقدیر مبرم اور فلسفۂ دعا

فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ کا ہر یک مقدر میں قانون قدیم یہی ہے کہ اگرچہ اس نے ہر امر کے بارے میں جو انسان کے مقسوم میں ہے اس کا حاصل ہونا مقدر کر دیا ہے لیکن اس کے حاصل کرنے کے طریق بھی ساتھ ہی رکھے ہیں اور یہ قانون الٰہی تمام اشیاء میں جاری و ساری ہے جو شخص مثلاً پیاس بجھانا چاہتا ہے اس کو لازم پڑا ہوا ہے کہ پانی پیوے اور جو شخص روشنی کو ڈھونڈتا ہے اس کو مناسب حال یہ ہے کہ آفتاب کے سامنے آوے اور اندھیری کوٹھڑی میں بیٹھا نہ رہے اس طرح دعا اور صدقات و خیرات و دیگر تمام اعمال صالح کو شرط حصول مرادات ٹھہرا رکھا ہے اور جیسے ابتدا سے کسی چیز کا حصول مقدر ہوتا ہے ساتھ ہی اس کے یہ بھی مقدر ہوتا ہے کہ وہ دعا یا صدقہ وغیرہ بجا لاوے گا تو وہ چیز اس کو حاصل ہو گی پس جس شخص کا مطلب روز ازل سے دعا پر موقوف کر رکھا ہے سو اگر تقدیر مبرم اس کے حق میں یہ ہے کہ اس کا مطلب حاصل ہو جائے گا تو ساتھ ہی اس کے حق میں یہ بھی تقدیر مبرم ہے کہ وہ دعا بھی ضرور کرے گا اور ممکن نہیں کہ وہ دعا سے رُک جائے تقدیر ضرور ہی پوری ہو کر رہے گی اور بہرحال اس کو دعا کرنی پڑے گی۔"

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۶۶)

عبودیت کا تعلق دنیا اور عقبیٰ سے

فرمایا:۔

"فادخلی فی عبادی کے لفظ سے ظاہر ہے کہ انسان گو کیسے ہی کمالات حاصل کرے مگر وہ کسی حالت میں عبودیت سے باہر ہو ہی نہیں سکتا۔ اور ظاہر ہے کہ جس کیفیت سے کوئی شے کسی حالت میں باہر نہ ہو سکے وہ کیفیت اس کی حقیقت اور ماہیت ہوتی ہے پس چونکہ از روئے بیان واضح قرآن شریف کے انسان کے نفس کے لیے عبودیت ایسی لازمی چیز ہے کہ نہ نبی بن کر نہ رسول بن کر اور نہ صدیق بن کر اور نہ شہید بن کر اور نہ اس جہان اور نہ اُس جہان میں الگ ہو سکے جو مہتر اور بہتر انبیاء تھے انہوں نے عبدہٗ و رسولہٗ ہونا اپنا فخر سمجھا تو اس سے ثابت ہے کہ انسان کی اصل حقیقت و ماہیت

شاہی طبیب
حضرت مولانا حکیم نورالدین کے شاگرد
حضرت حکیم نظام جانؒ کا چشمۂ فیض:
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
اور
بالمقابل ایوانِ محمود، ربوہ
اب
حکیم عبدالحمید رجسٹرڈ درجہ اوّل
کے زیرِ نگرانی کام کرتا ہے:
(کراچی ۹۲۹/c طارق روڈ)
گوجرانوالہ فون نمبر ۷۴۸۴۴ ○ ربوہ فون نمبر ۶۳۸

فون ملز ۲۷۹۴۶ — فون آفس ۲۲۴۸۳
سفینہ انڈسٹریز لمیٹڈ
مقبول روڈ فیصل آباد
امپورٹر — ایکسپورٹر
نوٹ، وائل، پردہ کلاتھ، پاپلین
جاذبِ نظر، دیدہ زیب، ہر گھر کی پسند
آفس:۔ مندر گلی ریلے بازار فیصل آباد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبودیت ہی ہے۔"

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صـ۷۵)

صوفیائے اُمت کا غیر معمولی احترام

حضرت اقدس اولیاء اصفیائے امت کی انتہائی عزت و تکریم کرتے تھے اور انہیں دین کی صداقت کا نشان قرار دیتے تھے۔ حضور کی تقریروں اور تحریروں میں حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت بایزید بسطامیؒ، حضرت فریدالدین عطارؒ، حضرت رابعہ بصریؒ، حضرت ذوالنون مصریؒ، حضرت ابن عربیؒ، حضرت عبدالوہاب شعرانیؒ، حضرت ابوالحسن خرقانیؒ، حضرت خواجہ فریدالدین شکر گنجؒ، حضرت معین الدین چشتیؒ، حضرت نظام الدین اولیاءؒ، حضرت خواجہ باقی باللہؒ، حضرت جنید بغدادیؒ، حضرت بختیار کاکیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت مولانا رومؒ، حضرت شیخ سعدیؒ کا خاص طور پر ذکر ملتا ہے۔ دہلی کے اکابر صوفیاء کے مزاروں پر خاص طور پر دعا کے لیے تشریف لے جانا سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر سے ثابت ہے۔

آپ کو ان مقدسین سے کس درجہ محبت و الفت تھی اس کا اندازہ اس واقعہ سے بآسانی لگ سکتا ہے کہ ایک بار سیدنا حضرت مصلح موعود نے اپنے بچپن میں آپ سے جہانگیر کا شاندار مقبرہ دیکھنے کا شوق ظاہر کیا تو آپ نے نصیحت کے رنگ میں فرمایا:۔

"میاں تم جہانگیر کا مقبرہ دیکھنے کے لیے بے شک جاؤ، لیکن اس کی قبر پر نہ کھڑا ہونا کیونکہ اُس نے ہمارے ایک بھائی حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ہتک کی تھی۔"

اصطلاحاتِ تصوف اور حضرت اقدس

حضرت اقدس نے جہاں حکم و عدل کے آسمانی فرائض کمال خوبی سے انجام دیتے ہوئے علم تصوف کے ہر مسئلہ کی ایسی شاندار تجدید فرمائی کہ عہدِ نبوت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آگیا۔ آپ کی تحریرات اور ملفوظات میں صوفیائے امت کی بہت سی اصطلاحات موجود ہیں مثلاً سلوک، جذب، بروز، ظل، ناسوت، جبروت، ملکوت، لاہوت، فناء، بقاء، لقاء، فنا فی الفناء۔

اکابر صوفیاء میں سے حضرت مولانا رومؒ نے مریم، حمل اور ابن مریم کی صوفیانہ اصطلاح اپنے فارسی کلام میں نہایت پُرمعارف انداز میں استعمال کی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں ؎

ہمچو مریم جاں ز آسیب حبیب
حاملہ شد از مسیح دلفریب
جان ہا در اصل خود عیسیٰ دم اند
یک زماں زخم اند دیگر مرہم اند
گر حجاب از جان ہا برخواستے
گفت ہر جانے مسیح آساستے

کہ مریم کی طرح جان حبیب کے سائے سے حاملہ ہوئی اور اس نے دلفریب مسیح کو حمل میں لیا۔

جانیں اپنے اصل کے لحاظ سے عیسیٰ دم ہی ہیں کبھی وہ زخم ہوتی ہیں اور کبھی مرہم اگر جانوں سے حجاب اُٹھ جائے تو ہر جان ہی کہنے لگے کہ میں مثیل مسیح ہوں۔

چونکہ یہ اصطلاح قرآن مجید کی سورۃ تحریم کے آخری رکوع کی روشنی میں رائج کی گئی تھی اس لیے حضرت اقدس نے اس کو بھی اپنے لٹریچر میں نمایاں طور پر جگہ دی اور نہایت پُرکیف اور اثر انگیز پیرایہ میں اس کو زندہ حقیقت اور صداقت اور مشاہدہ کی حیثیت سے پیش کیا (ملاحظہ ہو کشتی نوح)۔

حضرت اقدس کے پیش فرمودہ علم تصوف کی تاثیرات کا یہ عالم ہے کہ عہد حاضر کے وہ صوفیاء بھی جن کا جماعت احمدیہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اس اصطلاح کو جو وقتی طور پر متروکات میں شمار ہونے لگی تھی پوری قوت سے استعمال کرنے لگے ہیں۔ بطور مثال سرحد کے ایک صوفی جناب فقیر محمد سروری قادری کلاچوی نے اپنی کتاب "عرفان" میں جو ۱۹۷۴ء میں شائع ہوئی تحریر فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں اپنی مخلوق میں سے ایک کامل انسان کو پہلے نورِ ایمان اور نیز اسم اللہ ذات سے منور کر کے شمعِ رُشد و ہدایت بنا کر بھیج دیتا ہے۔ بعدہٗ اس کے نور سے ہزاروں لاکھوں چراغ روشن کر دیتا ہے اور ایک کامل اور قابل ہستی کے دل کی زمین میں پہلے اسم اللہ ذات کے فطرتی تخم کو اپنی قدرت کاملہ سے سرسبز کر دیتا ہے اور جب وہ شجرِ طیبہ بن کر پورے طور پر پھلتا اور پھولتا ہے تو اس کے پھلوں سے لاکھوں کروڑوں نوری درخت پیدا کر کے دینِ قیم کا ایک سرسبز اور شاداب باغ بنا دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کے سینۂ بے کینہ میں پہلے تخم اسم اللہ ذات سے شجرہ الانوارِ قرآن کو نمودار کیا اور اس کی روشنی سے تمام دنیا کو منور کیا جس کی کیفیت یوں تھی کہ جب

ایمبولنس ——— ادویات
دن رات خدمت
شمیم میڈیسنز
بالمقابل فضل عمر ہسپتال
ربوہ
سٹور ——— رہائش
فون نمبر ۵۲۷ فون نمبر ۵۲۶

ہر قسم کی عمارتی لکڑی کیلئے
پاک ٹمبر
۲۵۔ نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور
راوی روڈ
فون نمبر:۔ ۶۲۶۱۸ ؛ گھر فون:۔ ۵۳۸۰۰
کو ہمیشہ یاد رکھیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنحضرت صلعم کے وجود مسعود میں تخم اسم اللہ ذات نے پھلنے پھولنے کا تقاضا شروع کیا اور آپ نے اپنے اندر نزولِ وحی کے آثار محسوس کئے یعنی حضرت مریمؑ کی طرح آپ نے اپنے بطنِ باطن میں حملِ وحی کی بے واسطہ ثقالت کو معلوم کیا اور بمقتضائے فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا۔ آپ نے دشت و بیابان کا رُخ کیا اور آبادی سے دُور ایک پہاڑ کے غار میں جسے غارِ حرا کہتے ہیں جاکر معتکف اور گوشہ نشین ہوگئے اور باطنی تخم کے سینچنے اور پھوٹنے اور روحانی عیسیٰ کے وضع حمل اور تولد ہونے کے انتظار میں بار بار وہاں جایا کرتے اور کئی روز وہاں بیٹھے رہتے۔ آخر ایک روز جبرئیل امین اس نوری تخم اسم اللہ ذات کو پانی دینے کے لیے اللہ تعالےٰ کے بحرِ انوار سے چشمۂ حیات اپنے سینے میں بھر لائے اور ان حضرتؐ کے سینے سے سینہ ملا کر آپؐ کو زور سے دبا کر فرمایا اِقْرَاْ۔ یعنی پڑھ۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ میں نے جواب میں کہا اَنَا لَيْسَ بِقَارِئٍ۔ یعنی میں تو قاری اور پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ چنانچہ تین مرتبہ جبرئیل امین نے سینے سے دبایا اور ہر دفعہ آپؐ اَنَا لَيْسَ بِقَارِئٍ فرماتے رہے۔ آپؐ کے ہر بار اَنَا لَيْسَ بِقَارِئٍ فرمانے سے مراد یہ تھی کہ پانی تو مل رہا ہے مگر ابھی تک وہ نوری شجرِ قرآن پھوٹتا ہوا نظر نہیں آتا۔ چنانچہ آخری دفعہ جب جبرئیل امینؑ نے سینے سے دبا کر فرمایا اِقْرَاْ تو آپ کی زبانِ حق ترجمان پر قرآن کی یہ پہلی سورۃ یوں جاری ہوگئی۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ۔

ترجمہ۔ پڑھ (اے محمدؐ!) قرآن کو اپنے اس پروردگار کے نام (کی برکت) سے جس نے مخلوق کو پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون منجمد سے بنایا پڑھے جاؤ (اے محمدؐ) تیرے بڑے عزت والے رب کی قسم جس نے (عوام کو) قلم (کے کسی علم) سے سکھایا ہے اور (خواص کو بے واسطہ) وہ علم لدنی سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔"

(عرفان حصہ اول صفحہ ۲۳۴-۲۳۵ از "حضرت فقیر محمد سروری قادری کلاچوی" ۱۹۷۴ء)

حدیث کی ایک عجیب اصطلاح "کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق" میں علامہ حضرت امام عبدالروف مناویؒ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل حدیث "فردوس دیلمی" کے حوالہ سے درج کی ہے۔

"اَلْكِذْبُ حَيْضٌ وَالْاِسْتِغْفَارُ طُهْرٌ لَّهٗ۔"

جھوٹ بولنا حیض ہے اور استغفار اُس سے پاکی۔

حدیثِ نبویؐ کی یہ اصطلاح صوفیائے امت میں صدیوں سے مستعمل ہے۔ چنانچہ مشہور صوفی حضرت خواجہ فرید الدین عطارؒ نے اپنی کتاب "تذکرۃ الاولیاء" میں حضرت بایزید بسطامیؒ کی نسبت لکھا ہے کہ جب آپ مسجد کے دروازے پر جاتے تو کھڑے ہوکر روتے۔ لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ فرمایا میں اپنے آپ کو استحاضہ والی عورت کی طرح پاتا ہوں کہ مسجد میں جائے گی تو آلودہ کرے گی۔

(ظہیر الاصفیاء ترجمہ تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۳۷ مطبوعہ لاہور ۱۹۱۳ء)

"تاریخ فرشتہ" کا مصنف لکھتا ہے کہ شیخ احمد معشوق کا جذبۂ عشق اس نہایت کو پہنچا کہ جہان اور اہلِ جہان سے بے خبر ہوگئے۔ یہاں تک کہ حالتِ مدہوشی میں ادائے فرض کی بھی خبر نہ رہتی تھی۔ علماء و فضلاء آپ کے مکلفِ حال ہوئے کہ مستی و بے شعوری سے باز رہیئے اور نماز پنجگانہ ادا کیجئے..... شیخ نماز پر کھڑے ہوئے۔ جب اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ زبان سے نکلا تو آپ کے ہر بُنِ مُو سے خون کے قطرے ٹپکنے شروع ہوئے اور تمام خرقہ خون آلود ہوگیا۔ فی الفور نماز توڑ دی اور علماء کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ بزرگوار و اس وقت میں زنِ حائضہ کے مانند ہوں مجھے نماز معاف ہے۔ مجھ سے دست بردار ہو جاؤ۔"

(اولیائے ملتان" تالیف سید محمد اولاد علی صاحب گیلانی صفحہ ۲۲۷-۲۲۸ ناشر سنگِ میل پبلیکشنز لاہور ۱۹۶۳ء)

پانی پت کے مشہور صوفی حضرت مولانا سید غوث علی شاہ صاحب قلندر قادری قدس سرہ العزیز" کے ملفوظات کے مجموعہ "تذکرہ غوثیہ" میں لکھا ہے:۔

"ایک روز کشف و کرامات کا ذکر آیا۔ اُس وقت ارشاد ہوا کہ حضرت محی الدین کا قول ہے کہ اَلْكَشْفُ حَيْضُ الرِّجَالِ وَالْكَرَامَةُ نِفَاسُ الرِّجَالِ ۔ یعنی کشف و کرامت مردوں کا حیض و نفاس ہے اس کے معنے لوگوں نے یہ لگائے ہیں کہ کشف و کرامت نکمی چیز ہے لیکن ہماری سمجھ میں تو یہ بات آتی ہے کہ جیسے حیض عورتوں کے لیے نشان بلوغ ہے اسی طرح کشف سالک کے لیے علامت بلوغ ہے اور جیسے نفاس بعد ولادت فرزند ظاہر ہوتا ہے اسی طرح کرامت بعد حصولِ یقین ظہور پکڑتی ہے یعنی جیسے حیض و نفاس کے درمیان ایک نتیجہ ہے ایسا ہی کشف و کرامت کے درمیان یقین ہے اور بغیر یقین کامل کے کمال ایمان و اطمینان قلب نہیں۔"

(تذکرہ غوثیہ صفحہ ۲۹۵-۲۹۶ بار سوم ۱۹۱۸ء ۱۳۳۶ھ)

حضرت اقدس کی کتب اور ملفوظات میں ایک الہام کی بنا پر "طمث" کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے جس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا صوفیا کی اصطلاح "حیض" سے یکسر کوئی تعلق نہیں البتہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث "الکذب حیض" کے پورے طرح مماثل و مشابہ ہے جو آپ کے عاشقِ رسول ہونے کی ایک محکم دلیل ہے اور اس کا بھی ناقابل تردید ثبوت ہے کہ احمدی تصوف کا اصل سرچشمہ درگاہ محمدیؐ ہے۔

حضرت اقدس کی نصیحت ایک سائیں صاحب کو

۱۱ر نومبر ۱۹۰۷ء کا واقعہ ہے کہ ایک سائیں عالم دین صاحب ساکن دھاروال حضور کی خدمت میں قادیان پہنچا اور اپنے مجاہدات کا حال سنایا اور طرح طرح کے الہامات اور کشوف بیان کئے اور ایسے ایسے حیرت انگیز مقامات کا ذکر کیا جہاں وہ خود بخود پہنچ کر کل نبیوں اور پیغمبروں سے اپنے آپ کو افضل سمجھتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ میں خالق اور مخلوق میں درمیانی واسطہ اور وسیلہ ہوں۔

حضور نے ان صاحب کو نصیحت فرمائی کہ:۔

کمزور بچے اکثر بیمار! ٭ توانا بچے اکثر صحت مند!

بے بی ٹانک BABY TONIC

○ کمزور اور سوکھے بچوں کیلئے
○ بچوں کے اسہال قے اور بدہضمی کیلئے
○ دانت نکالنے کے زمانہ کی تکالیف کیلئے
○ موٹے پیلے ڈھیلے ڈھالے کمزور ہڈیوں والے بچوں کیلئے
○ روئے والے ضدی چڑچڑے بچوں کا مزاج ٹھیک کرنے کے لیے

قیمت فی ٹیوبس -/۵ روپے لٹریچر مفت

کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ پاکستان

لاہور، کراچی ہیڈ آفس ربوہ فون نمبر ۶۰۶/۶۰۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"دنیا میں مختلف طبقات کے انسان پائے جاتے ہیں مگر مسلمان تو انسان اسی صورت میں رہ سکتا ہے جب سچے دل سے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لاوے اور پورے طور سے اس پر کاربند ہو جاوے اور اس کے بعد قرآن شریف پر ایمان رکھے کہ وہ خدا تعالیٰ کی سچی اور کامل کتاب ہے اور وہی ایک کلام ہے جس پر خدا تعالیٰ کی مہر ہے۔ انسان کو اسی کے مطابق عمل درآمد کرنا چاہیئے اور اسی کے بتائے ہوئے احکام پر چلنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دکھائے ہوئے نمونہ پر کاربند ہونا یہی صراط مستقیم ہے اس کے سوائے کوئی تحریر کشف، رؤیا یا الہام بغیر مہر کے جائز نہیں۔ جب تک کسی الہام پر خدا تعالیٰ کی مہر نہ ہو وہ ماننے کے لائق نہیں ہوتا۔

دیکھو قرآن شریف کو عربوں جیسے اشد کافر کب مان سکتے تھے اگر خدا تعالیٰ کی مہر اس پر نہ ہوتی ہمیں بھی اگر کوئی کشف، رؤیا یا الہام ہوتا ہے تو ہمارا دستور ہے کہ اُسے قرآن مجید پر عرض کرتے ہیں اور اسی کے سامنے پیش کرتے ہیں اور پھر یہ بھی یاد رکھو کہ اگر کوئی الہام قرآن مجید کے مطابق بھی ہو لیکن کوئی نشان ساتھ نہ ہو تو وہ قابل قبول نہیں ہوتا۔ قابل قبول الہام وہی ہوتا ہے جو قرآن مجید کے مطابق بھی ہو اور ساتھ ہی اس کی تائید میں نشان بھی ہوں۔ اگر ایک شخص کہے کہ میں بادشاہ کے دربار سے فلاں عہدہ حاصل کر کے آیا ہوں لیکن اس کے ساتھ کوئی نشان نہ ہو اور بادشاہی سامان اور فوج سپاہ سے بالکل خالی ہو تو صرف یہ کہنے سے کہ مجھے فلاں عہدہ مل گیا ہے اس کی کچھ عزت نہ ہوگی۔"

سائیں صاحب بولے کہ پھر یہ جو مجھے سیر ہوتے ہیں اور عجیب عجیب مقامات دیکھنے میں آتے ہیں کیا یونہی ہیں؟ اور کیا ان کی اصلیت کچھ بھی نہیں؟

حضرت اقدس نے فرمایا کہ:۔

"ایسی سیروں کا تو میں قائل ہی نہیں۔ ہم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر کے قائل ہیں جنہوں نے لاکھوں کروڑوں انسانوں کے سر جھکا دیئے۔ قرآن مجید میں صاف لکھا ہے کہ شیطان کی طرف سے بھی وحی ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی ہوتی ہے۔ جو وحی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اس میں ایک تاج عزت پہنایا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے نشان اس کی تائید میں گواہ بن کر آتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۱)

اعجازِ مسیحیت کا شاہکار

بالآخر میں یہ بتائے بغیر نہیں رہ سکتا کہ حضرت اقدس کا پیش فرمودہ علم تصوف اعجازِ مسیحیت کا شاہکار تھا آپ ہمیشہ اپنی جماعت کو تلقین فرماتے تھے کہ

"ولی پرست نہ بنو بلکہ ولی بنو۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۸۹)

آپ کی اسی تعلیم کا نتیجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ تصوف کے خزاں رسیدہ چمن میں پھر سے بہار پیدا کر دی اور مدتوں کی قحط سامانی کے بعد ہزارہا اخیار اور ابرار اور صلحاء اور ابدال و صوفیاء پیدا ہو گئے چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری بیعت میں ایسے ہیں جو سچے دل سے میرے پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت ایسے روتے ہیں کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔ میں اپنے ہزارہا بیعت کنندگان میں اس قدر تبدیلی دیکھتا ہوں کہ موسیٰ نبی کے پیروان سے جو ان کی زندگی میں اُن پر ایمان لائے تھے ہزارہا درجہ ان کو بہتر خیال کرتا ہوں اور ان کے چہروں پر اصحابہ کے اعتقاد اور صلاحیت کا نور پاتا ہوں۔ شاذ و نادر کے طور پر اگر کوئی اپنے فطرتی نقص کی وجہ سے صلاحیت میں کم رہا ہو تو وہ شاذ و نادر میں داخل ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔۔۔۔۔۔

پھر بھی میں ہمیشہ ان کو اور ترقیات کے لیے ترغیب دیتا ہوں اور ان کی نیکیاں ان کو نہیں سناتا مگر دل میں خوش ہوں۔"

(الذکر الحکیم نمبر ۴ صفحہ ۱۶-۱۷)

فرمایا:۔

ہزارہا آدمیوں نے میرے ہاتھ پر اپنے طرح طرح کے گناہوں سے توبہ کی ہے اور ہزارہا لوگوں میں بعد بیعت میں نے ایسی تبدیلی پائی ہے کہ جب تک خدا کا ہاتھ کسی کو صاف نہ کرے ہرگز ایسا صاف نہیں ہو سکتا اور میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرے ہزارہا صادق اور وفادار مرید بیعت کے بعد ایسی پاک تبدیلی حاصل کر چکے ہیں کہ ایک ایک فرد اُن میں بجائے ایک ایک نشان کے ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۳۸ طبع اوّل)

پیشگوئی

قرآنی اصول ہے۔

وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ۔

یعنی جو چیز لوگوں کے لیے نفع رساں ہوتی ہے وہ زمین میں باقی رکھی جاتی ہے۔

اسی حقیقت کے پیش نظر حضورؑ نے پیشگوئی فرمائی کہ:۔

"خداوند کریم اُن سب دوستوں کو جو اس عاجز کے طریق پر قدم ماریں بہت سی برکتیں دے گا اور اُن کو دوسرے طریقوں کے لوگوں پر غلبہ بخشے گا۔ اور یہ غلبہ قیامت تک رہے گا۔ اور اس عاجز کے بعد کوئی مقبول ایسا آنے والا نہیں کہ جو اس طریق کے مخالف قدم مارے اور جو مخالف قدم مارے گا اُس کو خدا تباہ کر دے گا اور اُس کے سلسلہ کو پائیداری نہیں ہوگی۔ یہ خدا کی طرف سے وعدہ ہے جو ہرگز تخلّف نہیں کرے گا۔"

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۲۴)

موجودہ دور میں جدید ڈائینوں کے زیورات خریدنے یا آرڈر پر بنوانے کا واحد مرکز

نیو پاک جیولرز ایئر کنڈیشنڈ

۱۱۱۔ فیروز پور روڈ نزد گلیکسی سینما اچھرہ لاہور فون نمبر ۴۱۰۹۷۴

۱۲۔ ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور

(ایئر کنڈیشنڈ) پروپرائٹر:۔ میاں عظیم قادر اینڈ سنز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سر سیّد احمد خان
اور
سلسلہ احمدیہ

(مکرم خلیل احمد صاحب، وقف جدید ربوہ)

ابتدائے آفرینش سے سنت اللہ چلی آئی ہے کہ جب بھی دنیا میں گمراہی اور ضلالت اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو دنیا کی ہدایت کے لیے اللہ تعالےٰ نبی مبعوث کرتا ہے تاکہ اس کے بندے پھر اپنے پیدا کرنے والے کو پہچان کر اسی کی طرف واپس لوٹ آئیں اسی سنت اللہ کے مطابق نبی کی بعثت اور اس کے دعویٰ نبوت سے قبل کی زندگی خاص اہمیت رکھتی ہے خدا تعالےٰ اس کی پیدائش کے بعد سے اس کی تربیت اپنے ہاتھوں سے کرتا ہے اور اپنے بندے کے دل میں توحید الٰہی ایک مضبوط میخ کی طرح گاڑ دیتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ جو کام بھی کرتا ہے رضائے الٰہی کے حصول کے لیے کرتا ہے غرضیکہ اس کے تمام طور طریقے اس زمانہ کے دیگر لوگوں سے ممتاز ہوتے ہیں اور ان کے لیے اخلاق حسنہ کا نمونہ ہوتے ہیں۔ اسی قدیم سنت کے مطابق اللہ تعالےٰ نے حضرت اقدس آپ پر سلامتی ہو، کی تربیت ایسے طور پر فرمائی اور آپ کی پاکیزہ فطرت اور عمدہ عادات و خصائل کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ جس شخص نے بھی آپ کو بصیرت کی نگاہ سے دیکھا وہ آپ کا والہ و شیدا ہو گیا۔

"ایک دفعہ حضرت اقدس مولوی غلام رسول صاحب قلعہ میہاں سنگھ کے پاس گئے اور اس وقت حضور ابھی بچہ ہی تھے اسی مجلس میں کچھ باتیں ہو رہی تھیں باتوں باتوں میں مولوی غلام رسول صاحب نے جو ولی اللہ و صاحب کرامات تھے فرمایا کہ

"اگر اس زمانہ میں کوئی نبی ہوتا
تو یہ لڑکا نبوت کے قابل ہے"

انھوں نے یہ بات حضرت اقدس پر محبت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہی"۔ مولوی برہان الدین صاحب کہتے ہیں کہ میں خود اس مجلس میں موجود تھا"

(حیات طیبہ مصنفہ شیخ عبدالقادر صـ۱۴)

حضرت اقدس سن شعور سے کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت اور اسلام کی دیگر کتب کے مطالعہ میں مصروف رہتے آپ ہمیشہ مشرکانہ عقائد کے خلاف سینہ سپر رہے اسلام کی دیگر مذاہب پر برتری ثابت کرنا ہمیشہ آپ کا محبوب مشغلہ رہا۔ آپ کو قرآن مجید سے اس قدر شغف تھا کہ شمس العلماء سید میر حسن صاحب جو علامہ محمد اقبال کے استاد تھے فرماتے ہیں:۔

"حضرت مرزا صاحب پہلے محلہ
کشمیریاں میں جو اس عاصی پر
معاصی کے غریب خانہ کے بہت
قریب تھے عمرا نامی کشمیری کے
مکان پر کرایہ پر رہا کرتے تھے
کچہری سے جب تشریف لاتے تھے
قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے
اور زار زار رویا کرتے تھے کہ
اس کی نظیر نہیں ملتی"

اس نازک دور میں جب دیگر مذاہب اسلام پر حملہ آور تھے اور اسلام کو ایک مردہ مذہب قرار دینے پر مجبور کر رہے تھے مولانا حالی نے اسلام کی حالت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
فقط رہ گیا نام اسلام باقی

حضرت مرزا صاحب اسلام کی یہ حالت دیکھتے تو بہت دعائیں کرتے اور ساتھ ساتھ پادریوں اور آریہ سماج کے ساتھ نہایت کامیاب مباحثات کرتے۔ حضور مختلف مذاہب کی کتب کا کثرت سے مطالعہ فرماتے اور ان کی ہی کتب سے ان کے عقائد کا رد فرماتے۔

سیالکوٹ سے واپسی پر حضرت مرزا صاحب شب و روز دعوتِ اسلام میں مصروف ہو گئے جو مسلمان آپ کے پاس آتا آپ اُسے دین سکھاتے اور عبادت اور تقویٰ کی تلقین کرتے۔ غیر مسلم جو آتا اسے آپ اسلام کی تبلیغ کرتے اگر کسی طرف سے اسلام پر کوئی اعتراض ہوتا تو آپ اس کا جواب دیتے آپ کا یہ طریق تعلیم اور تقریر اور تحریر تینوں رنگ میں جاری تھا آپ اپنے غیر مسلم دوستوں کو خطوط کے ذریعے دعوت اسلام دیتے اور ہمدردی اسلام رکھنے والے مسلم لیڈروں اور علماء کے ساتھ آپ کی خط و کتابت رہتی تھی جس میں اسلام پر دیگر مذاہب کے اعتراضات اور ترقی اسلام کے امور کا ذکر ہوتا۔ ان ہم عصر مسلم لیڈروں میں سے صرف ایک پولیٹیکل مصالح شناس شخصیت سر سید احمد خانصاحب بانی دارالعلوم علی گڑھ کا ذکر درج ذیل ہے جن کے ساتھ حضور کے تعلقات زمانہ ملازمت سیالکوٹ سے لیکر ان کی وفات تک قائم رہے۔ سر سید احمد خاں کا ذکر حضور کے ساتھ سب سے پہلے آپ کے دوران قیام سیالکوٹ میں آتا ہے سید میر حسن صاحب حضور کے قیام سیالکوٹ کے زمانے ۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء میں حضرت مرزا صاحب کی سر سید احمد خانصاحب کے ساتھ خط و کتابت کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"چونکہ مرزا صاحب پادریوں کے
ساتھ مباحثہ کو بہت پسند
کرتے تھے اس واسطے مرزا
شکستہ تخلص نے جو بعد ازاں
موحد تخلص کیا کرتے تھے اور
مراد بیگ نام جالندھر کے
رہنے والے تھے مرزا صاحب
کو کہا کہ سید احمد خانصاحب
نے تورات و انجیل کی تفسیر
لکھی ہے آپ ان سے خط و
کتابت کریں اس معاملہ میں
آپ کو بہت مدد ملے گی چنانچہ
مرزا صاحب نے سر سید کو
عربی میں خط لکھا۔۔۔۔۔ اسی
سال سر سید احمد خانصاحب
غفرلہٗ نے قرآن مجید کی تفسیر
شروع کی تھی تین رکوع کی
تفسیر یہاں میرے پاس
آچکی تھی جب میں اور شیخ
اللہ داد صاحب مرزا صاحب
کی ملاقات کے لیے لالہ بھیم
سین صاحب کے مکان پر گئے
تو اثنائے گفتگو سر سید صاحب
کا ذکر شروع ہوا اتنے میں
تفسیر کا ذکر بھی آگیا راقم نے
کہا کہ تین رکوع کی تفسیر آگئی
ہے جس میں دعا اور نزولِ
وحی کی بحث آگئی ہے فرمایا
کل جب آپ آویں تو تفسیر
لیتے آویں جب دوسرے
دن وہاں گئے تو تفسیر کے
دونوں مقام آپ نے سُنے اور سُنکر
خوش نہ ہوئے اور تفسیر کو پسند
نہ کیا"

(سیرۃ المہدی حصہ اول صـ۱۵۴)

اخوتِ اسلام رکھنے والے

سر سید احمد خاں سے حضور کے تعلق کا دوسرا ذکر قریباً دس سال بعد آتا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یوں ہے کہ

ہندو مذہب میں زندگی کی ایک لہر آریہ سماج کے نام سے اٹھی اور دیکھتے دیکھتے ہندو مسلمان اور عیسائی بھی اس کے ممبر بن گئے آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند سرسوتی کو حضرت مرزا صاحب نے ہندومت کے بنیادی عقائد پر مباحثہ کی دعوت دی اور ان کے عقائد کو وید کی رُو سے غلط قرار دیا۔ پنڈت صاحب خود تو آخری دم تک مباحثہ کے لیے آمادہ نہ ہوئے البتہ امرتسر کے ایک وکیل باوا نرائن سنگھ نے لاہور کے اخبار "آفتاب پنجاب" کے کالموں میں حضرت مرزا صاحب کے ساتھ بحث کا اعلان کر دیا۔

حضرت مرزا صاحب نے جواب کے لیے "سفیر ہند" امرتسر کے کالموں کو منتخب فرمایا آپ نے ۲۳ فروری ۱۸۷۸ء کے "سفیر ہند" میں شرائط مطلوبہ کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔ اس میں سے چوتھی شرط یہ تھی۔

۴۔ "شرط چہارم میں باوا صاحب نے صاحبان مندرجہ ذیل کو منصفان تنقید جواب قرار دیا ہے۔ مولوی سید احمد خانصاحب، منشی کنہیا لال صاحب، منشی اندرا من صاحب کو منصفان مجوزہ باوا صاحب میں کسی نہج کا عذر نہیں بلکہ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو انہوں نے تجویز تقرر ثالثان میں مولوی سید احمد خانصاحب کا نام بھی جو ہم سے اخوتِ اسلام رکھتے ہیں درج کر دیا ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صـ۴)

آگے چلنے سے پہلے بہتر ہوگا کہ سر سید احمد خاں کی خدمات کا کچھ تذکرہ کیا جائے۔

سر سید احمد خانصاحب کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ کے بعد مسلمانوں اور انگریزوں کے درمیان غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کی اور "اسباب بغاوتِ ہند" کے نام سے رسالہ تحریر کیا اس کے علاوہ آپ نے لائل محمڈنز آف انڈیا میں مسئلہ جہاد پر روشنی ڈالی اور انگریزوں کو مسلمانوں کے قریب کرنے کی کوشش کی۔ اسی زمانہ میں ان کو خیال پیدا ہوا کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان جو اختلافات بڑھتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جاتے ہیں اور جن کو عیسائی پادریوں کی دریدہ دہنی اور نامناسب حرکات نے اور اشتعال دلایا ہے ان کی اصلاح کی جائے چنانچہ آپ نے عیسائیوں اور مسلمانوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے کے لیے تبیین الکلام کے نام سے انجیل کی تفسیر لکھی اپریل ۱۸۶۹ء کو سرسید نے انگلستان کا سفر اختیار کیا اور مسلمانوں کی پستی اور انگریز کے عروج کا موازنہ کیا۔ اس دورے کے نتیجہ میں سرسید مغربی فلسفہ اور علوم سے اس قدر مرعوب ہوگئے کہ انہوں نے اسلام کو مغربی فلسفہ کے مطابق ڈھالنا شروع کیا اور اسلام کا مطالعہ مغربی فلسفہ کی عینک سے کرنا شروع کر دیا۔

۱۸۷۵ء میں سرسید نے علی گڑھ میں دارالعلوم کی بنیاد رکھ کر مسلمانانِ ہند کی تعلیمی پسماندگی کو دور کیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو انگریزوں کے قریب جانے کا موقع ملا۔ اور مسلمان ایک بار پھر ترقی کی منزل کی طرف رواں ہوگئے۔ مسلمان نوجوان گورنمنٹ سروس میں کام کرنے لگے اور ان میں بیداری کی ایک لہر دوڑ گئی مگر اس کے ساتھ ہی یہ نوجوان نسل مغربی فلسفہ سے بہت متاثر ہوئی اور اسلام سے دور ہوتی گئی۔

مدرسہ علی گڑھ کی بنیاد رکھے جانے کے ۵ سال بعد ۱۸۸۱ء میں حضرت اقدس آپ پر سلامتی ہو، نے براہینِ احمدیہ شائع فرمائی حضور نے اسلام کو اپنی اصل شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا اور ثابت کیا کہ اسلام کا خدا ہی زندہ خدا ہے اور اپنے طالبوں کو اپنا چہرہ دکھاتا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی زندہ نبی ہیں جن کے فیوض تاقیامت جاری ہیں اور اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے۔ براہین احمدیہ کی اشاعت کے زمانہ میں مادیت کا زور تھا۔ سرسید احمد خاں نے مادیت سے مرعوب ہوکر یہ نظریہ اختیار کیا کہ الہام دل سے ہی اٹھتا ہے اور دل پر ہی پڑتا ہے حالانکہ اس کے خلاف ہزارہا انبیاء اور اولیاء کا ذاتی تجربہ و مشاہدہ یہ تھا کہ الہام خارج سے آتا ہے اور وہ قلب کی آواز نہیں ہوتی بلکہ خدا کا کلام ہوتا ہے جو انسان کے قلب پر نازل ہوتا ہے چند ایک مادہ پرستوں سے مرعوب ہوکر ہزارہا راستبازوں کے تجربوں اور مشاہدوں کا سید صاحب نے انکار کر دیا۔

نجم الہند

حضرت اقدس آپ پر سلامتی ہو، سرسید احمد خانصاحب کی تعلیمی اور سیاسی خدمات کے معترف تھے مگر ان کے مذہبی خیالات اور اسلام کو مغربی فلسفہ کے مطابق ثابت کرنے کے سخت خلاف تھے ۱۸۸۵ء میں آپ نے دعوت نشان نمائی دی اور مجددیت و ماموریت پر سرفراز ہونے کا اعلان فرمایا تمام بڑے بڑے لوگوں کو آکر نشان دیکھنے کی دعوت دی۔ آپ نے لکھا:۔

"اگر آپ آویں اور ایک سال رہ کر کوئی آسمانی نشان مشاہدہ نہ کریں تو دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے آپ کو ہرجانہ یا جرمانہ دیا جائے گا۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول ص۲۱)

اسی سال نومبر ۱۸۸۵ء میں حضرت اقدس آپ پر سلامتی ہو، نے سرسید احمد خانصاحب اور مہاراجہ دلیپ سنگھ کے متعلق متوحش خبریں بطور پیشگوئی ہندو مسلمانوں کو سنائیں پھر بعد میں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار بھی شائع فرمایا

"ہم پر خود اپنی نسبت اپنے بعض جدی اقارب کی نسبت اپنے بعض دوستوں کی نسبت اور بعض اپنے فلاسفر قومی بھائیوں کی نسبت کہ گویا نجم الہند ہیں اور ایک دیسی امیر نودار دپنجابی الاصل کی نسبت بعض متوحش خبریں جو کسی کے ابتلا اور کسی کی موت و فوت اعزا اور کسی کی خود اپنی موت پر دلالت کرتی ہیں جو انشاء اللہ العزیز بعد تصفیہ لکھی جائیں گی۔ منجانب اللہ منکشف ہوئی ہیں۔ اور ہر ایک کے لیے ہم دعا کرتے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اگر تقدیر معلق ہو تو دعاؤں سے بفضلہٖ تعالیٰ ٹل سکتی ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول ص۹۹-۱۰۰)

اس میں نجم الہند سے مراد سرسید احمد خانصاحب تھے۔ (مکتوبات سرسید ص۳۷۱)

مولانا سید میر حسن صاحب کے ساتھ سرسید صاحب کے دوستانہ تعلقات تھے۔ میر صاحب نے سرسید سے مرزا صاحب کے دعویٰ الہام کے بارے میں استفتاء فرمایا تو سرسید احمد خاں نے لکھا:۔

"مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے کیوں لوگ پیچھے پڑے ہیں اگر ان کے نزدیک ان کو الہام ہوتا ہے تو بہتر ..... میں سنتا ہوں کہ آدمی نیک بخت اور نمازی پرہیزگار ہیں یہی امر ان کی بزرگداشت کو کافی ہے۔"

(مکتوبات سرسید ص۲۹۷)

سر احمد خانصاحب سید عبدالغنی صاحب (جو مولانا سید میر حسن صاحب کے چھوٹے بھائی تھے) کے نام لکھتے ہیں:۔

"حضرت مرزا (غلام احمد) صاحب کی نسبت زیادہ کد و کاوش کرنی بے فائدہ ہے۔ یہ ایک بزرگ زاہد نیک بخت آدمی ہیں..... ان کی عزت اور ان کا ادب کرنا بہ سبب ان کی بزرگی اور نیکی کے لازم ہے۔" (مکتوبات سرسید ص۶۱۱)

سرسید احمد خاں صاحب نے مغربی فلسفہ اور مغربی علوم سے متاثر ہوکر قرآن مجید کی تفسیر لکھی اور جگہ جگہ غلطیاں کیں اور قرآنی تعلیمات کو ایسے رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا جو اسلام کے بنیادی عقائد ہی کی نفی کر رہی تھیں۔ سرسید نے نہ صرف قبولیت دعا اور الہام اور معجزات کا انکار کیا بلکہ ملائکہ اور نبوت کے متعلق اپنی تفسیر القرآن میں غلط اجتہاد سے کام لیتے ہوئے لکھا۔

"جن فرشتوں کا قرآن میں ذکر ہے ان کا کوئی اصلی وجود نہیں ہوسکتا۔"

(تفسیر القرآن جلد ۱ ص۳۲)

"میں نبوت کو ایک فطری چیز سمجھتا ہوں جو انبیاء میں مقتضائے اپنی فطرت کے مثل دیگر قوائے انسانی کے ہوتی ہے جس انسان میں وہ قوت ہوتی ہے وہ نبی ہوتا ہے۔"

(تفسیر القرآن جلد ۱ ص۳۱)

"اسی ملکہ نبوت کا جو خدا نے انبیاء میں پیدا کیا جبرئیل نام ہے۔"

(تفسیر القرآن جلد ۱ ص۳۳)

سرسید کی تفسیر کے بارے میں سرسید کے سوانح نگار جناب نور الرحمٰن "حیاتِ سرسید" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"جدید علم کلام کی ایجاد اور اس قدر وسیع و مہتم بالشان مسئلے میں ہزاروں اختلافات اور گتھیوں کو سلجھا کر ایک سیدھی اور نئی راہ قائم کرنا معمولی کام نہ تھا اور نہ ایک ذات واحد کی کوششوں سے انجام پا سکتا تھا۔ اس لیے

کسٹم سے اپنا بیگیج (BAGGAGE) اور تجارتی سامان کلیئر (CLEAR) کروانے کے لیے ہم سے رجوع کریں:
کانٹی نینٹل کارگو سروسز
۱۲-ڈی III فلور موٹن داس بلڈنگ۔ ایم اے جناح روڈ۔ کراچی

ہر قسم کا سامانِ سائنس و اجی زخوں پر خریدنے کے لیے
الائیڈ سائنٹیفک سٹور
فون ۶۴۵۰۰
گنپت روڈ لاہور کو ہمیشہ یاد رکھیے!

نرینہ اولاد سے محروم بے اولاد اور مرضِ اٹھرا کی شکار دکھی عورتوں کے لیے
۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
ھُوَالشَّافِی
دواخانہ حکیم نظام جان
حکیم انوار احمد جان ابن حکیم نظام جان پوسٹ بکس نمبر ۲۲۲۔ چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون نمبر ۷۳۹۹۷
ربوہ کا پتہ — مکان نمبر ۳/۱۵ نزد ناصر کنڈر گارٹن سکول و دواخانہ حکیم نظام جان ربوہ دوائی اور مشورہ کے لیے یہاں تشریف لاویں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سرسید نے اپنے اجتہادات میں باوجود غیر معمولی لیاقت و قابلیت کے بیشمار غلطیاں کی ہیں اور بعض ایسی رکیک اور مہمل تاویلات پر اتر آئے ہیں جن کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کیونکر وہ ان طفل تسلیوں سے اپنے علمی دماغ اور تنقیدی ذوق کو مطمئن کر سکے ۔۔۔۔ لیکن اکثر مسائل ایسے بھی ہیں جہاں ان کا اجتہاد تمام دنیا سے الگ ہی ہے اور وہ تنہا ان عقائد کے حامل نظر آتے ہیں۔"

(حیات سرسید شائع کردہ انجمن ترقی اردو علی گڑھ صفحہ ۱۰۴-۱۰۵)

"دوسری غلطی۔ سرسید کی یہ رائے سن لینے کے بعد ہر شخص ان کے مذہبی کاموں اور عقائد پر دوبارہ نظر ڈالنا چاہتا ہے اور وہ اسباب ڈھونڈتا ہے جن کی وجہ سے سرسید نے مذہبی تصانیف میں صرف اختلافات ہی نہیں بلکہ بے شمار غلطیاں بھی کیں۔ ذاتی اجتہاد میں غلطی کا امکان ہمیشہ رہتا ہے اور وہ اس موقع پر بھی خلاف توقع نہیں، لیکن ایک اور سبب بھی تھا جس نے سرسید کو بعض جگہ نہایت ہی افسوسناک غلط فہمیوں میں مبتلا کر دیا۔

سرسید نے انگریزی حکومت کے عروج و اقبال کے ساتھ ہی مغربی علوم کی روشنی اور چمک دمک بھی تھی ۔۔۔۔ گویا وہ جدید ترقیات سے اس درجہ متاثر اور مرعوب ہو چکے تھے کہ بغیر غور و فکر کے ان کو قبول و تسلیم کر لیتے تھے چنانچہ ان کے اکثر کاموں میں یہ مغرب پرستی یا اس کا غیر محسوس اثر نمایاں ہے مذہبی اجتہاد کے معاملے میں بھی ایسا ہی ہوا کہ اول انہوں نے مغربی علم و حکمت کو حقائق سمجھ لیا اور پھر مذہب میں تاویل کی لئے اس قدر بڑھائی کہ بجائے مغربی علوم کے مذہب ہی کو جھکنا پڑا۔ مجتہدانہ حیثیت میں یہ سب سے بڑا گناہ ہے۔"

(حیات سرسید صفحہ ۱۰۷-۱۰۸)

سرسید کا یہ میلان طبع اس قدر بڑھا کہ ایک روز حضرت اقدس کی محفل میں بھی اس کا ذکر آگیا۔ اس پر آپ نے جو فرمایا وہ ملفوظات جلد چہارم میں اس طرح درج ہے۔

"سید احمد صاحب کے یورپ کی طرف میلان پر فرمایا کہ انسان جس شے کی طرف پوری رغبت کرتا ہے تو پھر اسی کی طرف اس کا میلان طبعی ہو جاتا ہے اور آخر کار وہ مجبور ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۶۳)

حضرت اقدس چونکہ حکم و عدل تھے آپ نے سرسید کے خیالاتِ باطلہ کی آئینہ کمالاتِ اسلام مصنفہ ۱۸۹۲ء میں تردید فرمائی اور اسلام کو اصلی شکل و صورت میں پیش کیا۔ آپ نے سرسید احمد خان کا نام لیکر ان کے اوہام باطلہ کا رد کیا اور پھر فرمایا:

"یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کیساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجامکار ان کی ہزیمت ہے میں تشکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے جس علم کی رو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کو جہالتیں ثابت کر دیگا اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہے ہیں اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی تا باطل علم کی مخالفانہ طاقتوں کو ایسا ضعیف کر دے کہ کالعدم کر دیوے گا۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام حاشیہ صفحہ ۲۵۴-۲۵۵)

برکات الدعا کی تصنیف

سرسید احمد خانصاحب نے رسالہ الدعاء والاستجابۃ میں لکھا کہ استجابت دعا دراصل کوئی چیز نہیں فقط دل کی تسلی کا ہی دوسرا نام ہے ورنہ دعا کا قبول ہونا بالکل بے معنی بات ہے۔ خدا اپنے کام سے غرض رکھتا ہے کسی کی دعائیں وغیرہ نہیں سنتا اس لیے حضرت اقدس نے سرسید مرحوم کے رسالہ کے جواب میں "برکات الدعا" اپریل ۱۸۹۳ء میں تصنیف فرمائی جس میں آپ نے ان کے پیش کردہ دلائل کو معقولی اور منقولی رنگ میں رد فرمایا اور خارجی وحی اور دعا کی قبولیت کے متعلق اپنا تجربہ بطور ثبوت پیش کیا اور اس میں وہ تمام طریقے تحریر فرمائے جن کے ذریعہ انسان اس مقام پر جا پہنچتا ہے جہاں بندہ کی دعائیں جناب الٰہی میں مستجاب ہوتی ہیں۔

حضرت اقدس نے اس کتاب کے آخر میں ایک نظم لکھی اور سرسید کو دعوت دی کہ مجھ سے دعا کے مستجاب ہونے کے نمونے دیکھ لو۔ ان نمونوں میں سے جو آپ نے سرسید احمد خانصاحب کے سامنے پیش کئے ایک نمونہ لیکھرام پشاوری کی پیشگوئی بھی تھی۔

سرسید کے بارے میں ایک پیشگوئی کا پورا ہونا

چنانچہ جب ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو لیکھرام پیشگوئی کے مطابق قتل ہوا تو حضرت اقدس نے سرسید احمد خانصاحب کو مخاطب کرتے ہوئے اشتہار ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء شائع فرمایا:

"سو سید صاحب کی یہ غلطی ہے کہ دعا قبول نہیں ہوتی کاش اگر وہ چالیس دن تک بھی میرے پاس رہ جاتے تو نئے اور پاک معلومات پا لیتے مگر اب شاید ہماری اور ان کی عالم آخرت میں ہی ملاقات ہوگی افسوس کہ ایک نظر دیکھنا بھی اتفاق نہیں ہوا۔ سید صاحب اس اشتہار کو غور سے پڑھیں کہ اب ملاقات کے عوض جو کچھ ہے یہی اشتہار ہے۔"

پھر فرمایا:

"آپ کو یہ بھی یاد دلاتا ہوں ایک پیشگوئی میں نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں آپ کی نسبت بھی کی تھی کہ آپ کو اپنی عمر کے ایک حصہ میں ایک سخت غم و ہم پیش آئے گا اور اس پیشگوئی کے شائع ہونے سے آپ کے بعض احباب ناراض ہوئے تھے اور انھوں نے اخباروں میں رد چھپوایا تھا مگر آپ کو معلوم ہے کہ وہ پیشگوئی بھی بڑی ہیبت کے ساتھ پوری ہوئی اور یکدفعہ ناگہانی طور پر ایک شریر انسان کی خیانت سے ڈیڑھ لاکھ روپیہ کے نقصان کا آپ کو صدمہ پہنچا اس صدمہ کا اندازہ آپ کے دل کو معلوم ہوگا کہ اسقدر مسلمانوں کا مال ضائع گیا میرے ایک دوست میرزا خدا بخش صاحب مسٹر سید محمود صاحب سے نقل کرتے ہیں

الحمرا شاپنگ سنٹر سرگودھا
فون نمبر: ۳۸۲۲
شہر کے خوبصورت ترین علاقہ چوک سٹیڈیم روڈ کارنر پر اپنی پسند کی دکان یا دکان کے لیے پلاٹ خریدیئے۔
بکڈپو، میڈیسن ہاؤس، بیکری، فروٹ شاپ، کریانہ سٹور دفاتر، جنرل سٹور وغیرہ کسی بھی اچھے کاروبار کیلئے جرأتمندانہ قدم اٹھائیے۔
رابطہ کیلئے:- الحمرا اسٹیٹس 699/A سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

شیراز شاپنگ سنٹر
نزد لنزا ہوٹل اقصیٰ روڈ ربوہ
احباب گرمیوں کی آمد سے پریشان نہ ہوں۔ مضبوط، خوبصورت، نئے ماڈل میں ٹھنڈی ہوا والے ایرکولرز، جن کی باقاعدہ گارنٹی دی جاتی ہے۔ نیز فرج، ووٹیج ریگولیٹر اور آٹومیٹک سٹیبلائیزر نہایت مناسب قیمت پر مل سکتے ہیں۔
(مینجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ انھوں نے کہا کہ اگر میں اس نقصان کے وقت علی گڑھ میں موجود نہ ہوتا تو میرے والد صاحب ضرور اُس غم سے مرجاتے یہ بھی میرزا صاحب نے سُنا کہ آپ نے اس غم سے تین دن روٹی نہیں کھائی اور اس قدر قومی مال کے غم سے دل بھر گیا کہ ایک مرتبہ غشی بھی ہوگئی سوائے سید صاحب یہی حادثہ تھا جس کا اس اشتہار میں صریح ذکر ہے چاہو تو قبول کرو۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۳۴۰ تا ۳۴۲)

اس پیشگوئی کے بارے میں آپ نے ایک دفعہ سرسید کی وفات کے بعد بھی ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا:۔

"میں نے سید احمد خان کو لکھا تھا کہ میں نے لیکھرام کے واسطے دعا کی تو مجھے خبر دی گئی ہے کہ تری دعا قبول ہوگئی ہے اور خدا تعالیٰ اس کو ہیبت ناک موت سے مارے گا یہی نمونہ تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں کہ اگر یہ دعا قبول نہ ہوئی تو تمہارے دعویٰ کا ثبوت ہوا اور اگر قبول ہوگئی تو تم اس عقیدہ سے توبہ کرنا۔ اور وہ لیکھرام کی موت کو دیکھ کر فوت ہوا تھا۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۳۴)

چندہ لینے کی کوشش

۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو لیکھرام قتل ہوا اور ۱۲ مارچ کو حضور نے اس کی موت پر پیشگوئی پورا ہونے کا اشتہار شائع کیا۔ جن دنوں یہ یہ اشتہار زیر تکمیل تھا۔ سرسید احمد خاں حضرت اقدس کے ساتھ حضرت مولانا حکیم نورالدین اللہ آپ سے راضی ہو، کے ذریعے سلسلۂ جنبانی کر رہے تھے۔

شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی سرسید احمد خانصاحب کے اس خط کا جو حضرت اقدس کے نام لکھا گیا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مجھے افسوس ہے کہ ایک قیمتی مکتوب جو سرسید نے حضرت اقدس (ناقل) کو لکھا جبکہ برکات الدعا اور آئینہ کمالاتِ اسلام ان کو بھیجی گئی تھی۔ میرے پاس اس کی کاپی تھی، لیکن اب ملتی نہیں اس میں سرسید نے لکھا تھا ؎

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
انچہ استاد ازلی گفت ہماں میگویم

اور دعا کے لیے بھی درخواست کی تھی۔

سرسید چاہتے تھے کہ حضرت اقدس ان کے اغراض و مقاصد کے لیے کچھ چندہ دیں اور وہ اس چندہ کو نظیر قائم کر کے جماعت احمدیہ سے چندہ لیں یہ تحریک حضرت حکیم الامت کے ذریعہ سے کی گئی تھی

حضرت اقدس چونکہ سرسید کی مذہبی راہنمائی کو صحیح نہیں سمجھتے تھے اور ان کی تفسیر کو حقیقت اسلام کے منافی بلکہ اس کے لیے مضر یقین کرتے تھے سرسید نے جو خط حضرت ۔۔۔۔ (مولانا حکیم نورالدین۔ ناقل) کے نام لکھا اس کا ایک حصہ درج ذیل ہے۔

آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ مامور من اللہ انسان دوسرے کی بات مان لینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ تعجب ہے کہ آپ نے مجھ کو مامور من اللہ نہیں سمجھا حضرت جو شخص جو کچھ کرتا ہے وہ اس کام کے لیے مامور من اللہ ہوتا ہے پس مامور من اللہ کو مامور من اللہ کی عرض کا قبول کرنا ضروری ہوتا ہے اس لیے مجھے یقین ہے کہ حضرت مہدی زماں مسیح الوقت امام مامور من اللہ میری درخواست کو ہرگز رد نہ فرمائیں گے۔۔۔۔"

سید احمد علی گڑھ
۸ مارچ ۱۸۹۷ء

(حیات نور صفحہ ۲۲۲-۲۲۳)

سرسید پر اتمام حجت

سرسید احمد خان کی وفات ۲۲ مارچ ۱۸۹۸ء کو ہوئی ان کی وفات سے قریباً ایک سال قبل حضرت اقدس نے سرسید کے مذہبی معتقدات کے بارے میں ان پر اتمامِ حجت کر دی۔

حضرت اقدس نے سراج منیر مئی ۱۸۹۷ء میں شائع فرمائی جس میں حضور نے ۴۷ زبردست پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا۔ اس میں آتھم ولیکھرام سے متعلقہ پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا خاص طور پر تفصیل سے ذکر فرمایا۔ اس کے علاوہ خاص طور پر تین فتنے جو ظہور میں آئے ہیں اور جن کا ذکر براہین احمدیہ میں تھا ان کے بارے میں حضرت اقدس نے بڑی تحدی سے مندرجہ ذیل نو افراد کو قسم موکد بہ عذاب کھانے دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

"کیا محمد حسین بٹالوی یا سید احمد خان صاحب کے سی ایس آئی یا نذیر حسین دہلوی یا عبدالجبار غزنوی

اعلیٰ کوالٹی کیسٹ
کیسٹ گارنٹیڈ

تبلیغ کرنیکا ایک مؤثر ذریعہ

چودھویں صدی کے اختتام اور پندرہویں صدی کے آغاز پر کی گئی روحانی تقاریر جو بے حد قیمتی نصیحتوں، حوالوں اور عظیم الشان پیش گوئیوں پر مشتمل ہیں۔ کیسٹ کی شکل میں اصل آواز ریکارڈ کر کے آپ تک پہنچانے کا انتظام بذریعہ ڈاک وی پی کیا گیا ہے۔

ایسا پُر معرفت تقریری ریکارڈ جو یقینی طور پر غیر احمدیوں کو سنانے سے تعلق رکھتا ہے نیز جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۸۰ء کی تمام کارروائی کے علاوہ حضرت مصلح موعود کی تقریریں بھی مہیا کی جا سکتی ہیں آج ہی خط لکھ کر تفصیلات معلوم کریں۔

احمدیہ ریکارڈنگ سینٹر
۸۲ ظفر الحق روڈ راولپنڈی

افغان ٹمبر ورکس
فیکٹری ایریا۔ ربوہ
مکان تعمیر کریں تو کھڑکیاں دروازے، الماریاں وغیرہ بنوانے کے لیے ہماری خدمات سے ضرور فائدہ اٹھائیں ہم سے نہ بنوائیں لیکن ہم سے مشورہ ضرور کریں اور کم از کم ہمارا بنا ہوا مال تو دیکھیں
محتاجِ دُعا
حبیب اللہ خاں پسر خانمیر خان صاحب مرحوم

ہمیشہ آپکی خدمت میں کوشاں
زرعی و سکنی جائیداد مناسب قیمت پر خرید و فروخت کرنیوالوں کے لیے ہمارا تعاون حاضر ہے
آپ کا اپنا با اعتماد ادارہ
انیس اسٹیٹس اینڈ پراپرٹی ڈیلر
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون رہائش ۵۰۷

شالوں کی مشہور دکان
الفردوس شال ہاؤس
۸۵- انارکلی لاہور
الفردوس شال ہاؤس لاہور
فون نمبر ۳۲۴۴۴۸

گوجرانوالہ فون نمبر ۷۴۸۴۴
ربوہ فون نمبر ۶۳۸
آپ کو معلوم ہو کہ
ہمارے دواخانہ
میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز
کا نام اب
مشہور دواخانہ
رجسٹرڈ
ہو چکا ہے
زیر نگرانی
حکیم عبدالحمید جانشین و فرزند
حضرت حکیم نظام جان رح

خدمت کی راہوں پر رواں دواں
دیرینہ خادم
مشہور دواخانہ (حکیم نظام جان مرحوم والا)
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
کراچی C/ 929 طارق روڈ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یا رشید احمد گنگوہی یا محمد بشیر بھوپالی یا غلام دستگیر قصوری یا عبداللہ ٹونکی پروفیسر لاہور یا محمد حسن رئیس لدھیانہ قسم کھا سکتے ہیں۔

..... اگر کوئی صاحب ان صاحبوں میں سے میرے الہام کی سچائی کے منکر ہیں تو کیوں خلقت کو تباہ کرتے ہیں میرے مقابل پر قسم کھا جائیں کہ یہ تینوں فتنے جو براہین احمدیہ میں بطور پیشگوئی ذکر کئے گئے ہیں یہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں اور اگر پوری ہو گئی ہیں تو اے خدائے قادر اکتالیس دن تک ہم پر عذاب نازل کر جو مجرموں پر نازل ہوتا ہے پس اگر خدا تعالےٰ کے ہاتھ سے اور بلاواسطہ کسی انسان کے وہ عذاب جو آسمان سے اترتا اور کھا جانے والی آگ کی طرح کذاب کو نابود کر دیتا ہے اکتالیس روز کے اندر نازل نہ ہوا تو میں جھوٹا اور میرا تمام کاروبار جھوٹا ہوگا اور میں حقیقت میں تمام لعنتوں کا مستحق ٹھہروں گا۔"

اس کے بعد خصوصی طور پر سرسید کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"یاد رہے کہ میں نے سرسید احمد خانصاحب نام منکرین کی مد میں اس لیے لکھا ہے کہ ان کو خدا کے اس الہام بلکہ وحی سے بھی انکار ہے جو خدا سے نازل ہوتی ہے اور علم غیب کی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے چونکہ وہ بھی اب عمر کی منزل کو طے کر چکے ہیں میں نہیں چاہتا کہ وہ یورپ کے کورانہ خیالات کی پیروی کر کے اس غلطی کو قبر میں لیجائیں اب گو وہ متوجہ نہ ہوں اور اس بات کو ٹھٹھے میں اڑائیں مگر میں نے تو تبلیغ کرنی تھی وہ کر چکا ہوں میں ڈرتا ہوں کہ میں پوچھا نہ جاؤں کہ ایک بندہ گم شدہ کو تم نے کیوں تبلیغ نہ کی؟"

(سراج منیر صفحہ ۵۶)

(روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۵۸)

حضرت اقدس نے اپنی کتاب کشف الغطا (جو آپ نے ۲۷ دسمبر ۱۸۹۷ء میں شائع فرمائی) میں سرسید خانصاحب کی ایک تحریر اپنی تائید میں شائع فرمائی اس میں سرسید نے حضور کے بعض خیالات کی پرزور تائید کی تھی۔

سرسید بطور گواہ

حضرت اقدس کے خلاف مشہور مقدمہ قتل جو کہ پادری ہنری مارٹن کلارک نے دائر کیا تھا اس کا آغاز یکم اگست ۱۸۹۷ء میں ہوا۔ جس میں عبدالحمید نامی شخص کی نسبت یہ بتایا گیا کہ اس کو حضرت مرزا صاحب نے پادری ہنری مارٹن کلارک کو قتل کرنے کے لیے بھیجا تھا اس مقدمہ کا فیصلہ ۲۳ اگست ۱۸۹۷ء کو ہوا اور حضرت اقدس کو مجسٹریٹ کپتان ڈگلس نے صاف طور پر بری قرار دیا۔

اس مقدمہ کے متعلق حضور نے سید احمد خان کو اپنی طرف سے صفائی کا گواہ ٹھہرایا۔ حضور نے اسی کتاب کشف الغطاء میں لکھا:۔

"سید احمد خانصاحب خوب جانتے تھے کہ کس قدر میں انگریزی گورنمنٹ کا خیر خواہ اور امن پسند انسان ہوں اس لیے میں نے ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں سید احمد صاحب کو اپنی صفائی کا گواہ لکھوایا تھا۔"

(کشف الغطاء روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۱۹۰)

سرسید کی سیاسی سوجھ بوجھ کی تعریف

۱۸۹۷ء میں ایک عیسائی احمد شاہ نے ایک نہایت گندی اور دلآزار کتاب امہات المومنین شائع کی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات کی شان میں سخت توہین آمیز اور دلوں کو دکھا دینے والا مواد تھا۔ اس کتاب کی اشاعت سے مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان سخت اشتعال پیدا ہوا۔ مسلم انجمنوں نے اس کا جواب لکھنے کی بجائے گورنمنٹ کی خدمت میں کتاب کو ضبط کرنے کے لیے میموریل بھجوائے جو آخر گورنمنٹ نے رد کر دیئے حضرت اقدس نے میموریل بھجوانے کو ناپسند کیا بلکہ اس کتاب کا جامع جواب لکھنے کی ضرورت بیان فرمائی اس سلسلہ میں آپ نے مئی ۱۸۹۸ء میں کتاب "البلاغ" تالیف فرمائی جس میں حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

"سرسید احمد خانصاحب بالقابہ کسقدر اس محسن گورنمنٹ کے خیر خواہ تھے اور کس قدر گورنمنٹ عالیہ کے منشا سے بھی واقف تھے اور کسقدر وہ اس بات کو چاہتے تھے کہ ایسے امور سے دور رہیں جو گورنمنٹ کی منشا کے برخلاف ہیں۔ باایں ہمہ وہ ہمیشہ مذہبی امور میں بھی لگے رہے اور نہ صرف پادریوں کے اعتراضات کے جواب دیئے بلکہ الہ آباد کے ایک لاٹ صاحب کی کتاب کا بھی انھوں نے رد لکھا جو بڑا نازک کام تھا اور ہنٹر کے الزامات کا بھی جواب دیا اور پھر موت کے دنوں کے قریب اس کتاب امہات المومنین کے کسی قدر حصے کا جواب لکھ گئے جو علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ پریس میں رسالہ جلد ۶ اپریل ۱۸۹۸ء میں چھپ بھی گیا

ہے ہاں چونکہ وہ دانشمند اور حقیقت شناس تھے اس لیے انھوں نے اپنی تمام عمر میں ایسا کوئی فضول میموریل کبھی گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں نہیں بھیجا جیسا کہ اب لاہور سے بھیجا گیا ہے بلکہ اب بھی جب ان کو امہات المومنین کے مضامین پر اطلاع ہوئی تو صرف رد لکھنا پسند فرمایا۔ سید صاحب تینوں باتوں میں میرے موافق رہے اول حضرت عیسیٰ کی وفات کے مسئلہ میں دوم جب میں نے یہ اشتہار شائع کیا کہ سلطان روم کی نسبت گورنمنٹ انگریزی کے حقوق ہم پر غالب ہیں تو سید صاحب نے میرے اس مضمون کی تصدیق کی اور لکھا کہ سب کو اس کی پیروی کرنی چاہیئے۔ سوم۔ اسی کتاب امہات المومنین کی نسبت ان کی یہی رائے تھی کہ اس کا رد لکھنا چاہیئے میموریل نہ بھیجا جائے کیونکہ سید صاحب نے اپنی عملی کارروائی سے رد لکھنے کو اس پر ترجیح دی کاش اگر آج سید صاحب زندہ ہوتے تو میری اس رائے کی ضرور کھلی کھلی تائید کرتے بہرحال ایسے امور میں عام معزز مسلمانوں کے لیے سید صاحب مرحوم کا یہ کام ایک اسوۂ حسنہ ہے جس کے نمونہ پر ضرور چلنا چاہیئے اور بلاشبہ یہ طریق عمل سید صاحب کا کہ آپ نے امہات المومنین کا رد لکھنا مناسب سمجھا اور کوئی میموریل گورنمنٹ میں نہ بھیجا یہ درحقیقت ہماری رائے کی تصدیق ہے جو سید صاحب نے اپنی عملی کارروائی سے لوگوں کے سامنے رکھدی۔"

(روحانی خزائن جلد نمبر ۱۳ صفحہ ۴۰۱، ۴۰۲)

حضرت اقدس سید احمد خانصاحب

فریش میڈیسن کمپنی کی مسلسل محنت کے چند سال
بہترین کارکردگی و خدمت کی شاندار مثال
روپیہ کو ہمیشہ گردش میں رکھنا چاہیئے
آپ اپنے سرمایہ کو گردش میں رکھیئے اور اس میں کمی نہ آنے دیں!

فریش میڈیسن کمپنی آپ کے لیے سرمایہ کاری کی نئی راہیں کھولتی ہے! ہماری منفعت بخش ادویات کی لاٹوں میں سرمایہ کاری کیجئے اور سال میں دو دفعہ منافع حاصل کریں۔ اس میں نقصان کا قطعی احتمال نہیں ہے۔ اس طرح آپ کے اس ادارہ میں مزید وسعت بھی ہوگی اور آپ بے شمار دکھی لوگوں کی دعاؤں کے بھی حقدار بنیں گے۔ بہتر کام میں بہتر سرمایہ کاری کیجئے!

ھم انشاء اللہ تعالےٰ پوری کوشش انتھک جدوجہد اور بہترین سوچ کے ساتھ آپ کے سرمایہ کو بڑھائیں گے اور صمیم قلب کے ساتھ منافع منصفانہ طور پر نصف ادا کریں گے۔

آپ کا اپنا ادارہ جس میں آپ کا شاندار تعاون ہماری کوشش شامل ہے دن بدن ترقی کی طرف گامزن ہے!

فریش میڈیسن کمپنی
تھوک انگریزی ادویات فروش!
دوکان و دفتر
ا۔ بی۔ ا بلاک نمبر ۹ نزد سٹی بس اسٹاپ، سرگودھا
سٹاکسٹ! فائیزر لیبارٹرز وائیتھ بروز ولکم کمپنی
پروپرائٹر:۔ ایم اشرف چوہدری سرگودھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی خدمات کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :-

" سرسید احمد خان بالقابہ کیسا بہادر اور زیرک اور ان کاموں میں فراست رکھنے والا آدمی تھا انھوں نے آخری وقت میں بھی اس کتاب کا رد لکھنا بہت ضروری سمجھا اور میموریل بھیجنے کی طرف ہرگز التفات نہ کیا اگر وہ زندہ ہوتے تو آج میری ہی رائے کی تائید کرتے جیسا کہ انھوں نے سلطانِ روم کے بارے میں صرف میری ہی رائے کی تائید کی تھی اور مخالفانہ رائوں کو بہت ناپسند اور قابلِ اعتراض قرار دیا تھا اب ہم اس بزرگ پولٹیکل مصالح شناس کو کہاں سے پیدا کریں تاکہ وہ بھی ہم سے مل کر اس انجمن کی شتاب کاری پر روویں سچ ہے ؎

قدر مرداں بعد از مردن

(البلاغ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۲۲۵)

خدا ان پر رحم کرے

حضرت اقدس اپنی کتاب تریاق القلوب میں سرسید احمد خانصاحب کے بارے میں اپنی پیشگوئی کو اپنی صداقت کا تہترواں نشان قرار دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

" پیشگوئی اشتہار ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء ہے جو سرسید احمد خان کے سی ایس آئی کی نسبت میں تے کی تھی اس پیشگوئی سے اول ایک اور پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی جو اسی وقت مشتہر ہو کر ہزاروں انسانوں میں شائع ہو گئی تھی جس کا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ سید احمد خان صاحب کو کئی قسم کی بلائیں اور مصیبتیں پیش آئیں گی چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا اور وہ ایک عظیم الشان مالی نقصان اٹھا کر بڑی تلخی کے ساتھ اس دنیا سے گذرے اور میں نے صدہا انسانوں کے روبرو جو ان میں سے بہت سے اب تک زندہ موجود ہیں اس کشف کو ظاہر کر دیا تھا کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ علم دیا گیا ہے کہ سید صاحب موصوف بعض سخت تکالیف اٹھا کر بعد اس کے جلد تر اس عالم ناپائیدار سے گذر جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا اور بعض اولاد کی موت کا بھی حادثہ انھوں نے دیکھا اور سب سے زیادہ یہ کہ ایک شریر ہندو کی خیانت کی وجہ سے اسقدر مالی نقصان انکو اٹھانا پڑا کہ وہ سخت غم کا صدمہ ان کی اندرونی قوتوں کو یکدفعہ سلب کر گیا ۔۔۔

۔۔۔ غرض سید احمد خانصاحب کی موت بھی آخر کفر و دری کی وجہ سے ہوئی خدا ان پر رحم کرے "

(تریاق القلوب صفحہ ۳۳۶ تا صفحہ ۳۴۰)

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت اقدس اللہ آپ سے راضی ہوا نے سرسید احمد خان کا ذکر بار بار فرمایا ہے ۔ آپ جہاں سرسید کی سیاسی خدمات کے معترف رہے اور ان کو پولیٹیکل مصالح شناس بزرگ، بہادر اور زیرک انسان قرار دیتے رہے وہیں پر آپ نے سرسید کے غیر اسلامی خیالات کو بھی سختی سے نوٹ کیا اور جا بجا ان کے غلط خیالات کی اصلاح و تردید فرمائی اور ان پر اتمامِ حجت کی غرض سے ان کے بارے میں ایک پیشگوئی بھی فرمائی جو کہ پوری شان سے پوری ہوئی اور حقیقت حال یہی ہے کہ سرسید کی ساری شہرت اور نیک نامی ان کی سیاسی خدمات کی وجہ سے ہے ۔ ان کے مذہبی نظریات کو کبھی بھی کسی نے صحیح قرار نہیں دیا ۔

تاہم حضور کا آخری فقرہ جو کہ حضور نے سرسید کی وفات کے بعد ارشاد فرمایا وہ یوں تھا ۔

" خدا ان پر رحم کرے "

ہماری بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے ۔ ان کی غفلتوں کو معاف فرمائے اور ان کے نیک کاموں کا اجر ان کو عطا کرے ۔ آمین ؂

مایوس و پریشان

ایسے مریض جو ہر قسم کا علاج کروا کر مایوس ہو چکے ہوں اور کسی بھی مرض میں مبتلا ہوں تو آج ہی مفصل علامات مرض لکھ کر بذریعہ ڈاک جرمن و امریکن ہومیو پیتھک ادویات سے علاج کروائیں یا خود تشریف لائیں ۔

ہومیو پیتھک ڈاکٹر ایس ۔ اے ۔ رحمٰن

شاہ ہومیو پیتھک اسٹورز اینڈ ہسپتال رحمت بازار ربوہ

بقیہ مضمون :- تعلق باللہ صفحہ ۴ سے آگے

کہ کسی نے نا الحق کہا تو کسی کی طرف سے ما اعظم شانی (میری شان کسقدر بلند ہے) اور کسی کی طرف سے اللہ جبتی (میرے کرتے میں اللہ ہے) وغیرہ کے الفاظ منسوب کئے جاتے ہیں ۔ واللہ اعلم ۔ تو یہ بھی بغیر صبغۃ اللہ کے ممکن نہیں اور یہ اللہ کا رنگ کیسے چڑھتا ہے فرمایا

"صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ ونحن لہٗ عبدون ۔

اے مسلمانو! کہدو ہم تو اللہ کا رنگ یعنی اس کا دین اختیار کرینگے اور دین سکھانے کے معاملہ میں اللہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں "

حضرت اقدس فرماتے ہیں :-

" تخلقوا باخلاق اللہ یعنی خدا نے چاہا کہ انسان خدا کے اخلاق پر چلے ۔ جیسے وہ ہر ایک عیب اور بدی سے پاک ہے یہ بھی پاک ہو جیسے اس میں عدل انصاف اور علم کی صفت ہے وہی اس میں ہو اس لیے اس خلق کو احسن تقویم کہا ہے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ۔ جو انسان خدائی اخلاق اختیار کرتے ہیں وہ اس آیت سے مراد ہیں اور اگر کفر کرے تو اسفل السافلین "

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۱)

اھدنا الصراط المستقیم اور منعم علیہ گروہ

حقیقت یہ ہے کہ صوفیائے ربانی نے فنا فی اللہ کا نظریہ تو پیش کیا اور یہ بھی کہا کہ اس فنا میں ہی انسان کی اصل بقا ہے وحدت الوجود والوں نے جنہوں نے حضرت ابن عربی کے ذوق کے مطابق اس کو سمجھا کہا کہ اللہ کا عبد بن کر یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات میں شامل ہو کر بقا ملتی ہے اور وحدت شہود والوں نے غلطی سے صرف عبادات کو ظاہری رسوم کے ساتھ ادا کر لینے سے جو طبیعت میں نیکی پیدا ہو تو اس تبدیلی کو ایک نئی زندگی کا نام دیدیا اور یہی تعلق باللہ کے لیے کافی سمجھا گیا ۔ چنانچہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا مظہر سمجھ کر اس سے ملنے کی تڑپ کو ضروری نہ سمجھا گیا ۔ بعض تو اس حد تک بھی گئے کہ اپنے کو پانی کا صاف و شفاف قطرہ سمجھ لینے کے بعد سمندر میں ملنے سے ہی انکاری ہوئے کہ اس طرح ایک تو وحدت الوجود ثابت ہوتا ہے دوسرے ان کی انا اور خودی کو ٹھیس پہنچتی ہے حالانکہ چاہے قطرہ سمندر میں ملے یا نہ ملے وحدت الوجود تو ہو گئی ۔ یہ بھی پانی وہ بھی پانی بس چھوٹے اور بڑے کا فرق رہ گیا ۔ مظہر الوہیت ہونے کا یہ مطلب نہیں بلکہ مظہر الوہیت کا مطلب یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ سبحانہٗ عز اسمہ کی قدرت بعض اس کی صفات حسنہ کا آئینہ دار ہو کر اللہ تعالیٰ سے ملکر جو زندگی حاصل ہوتی ہے تو پھر عجائبات کا ظہور ہوتا ہے مثلاً پانی کی ایک بوند سمندر میں جا کر صدف کے پیٹ میں موتی بھی بنتی ہے اور سمندر دنیا کو وہ موتی لوٹا کر دولت بے بہا سے سرفراز کر دیتا ہے یا پھر اگر تعلق باللہ کی سچی تڑپ ہو تو انسان اپنے کو مچھلی سمجھے جس کی زندگی صرف اور صرف پانی میں ہی ممکن ہے سا باہر نہیں ۔ ہمارے امام ربانی حضرت اقدس حضرت سید عبد القادر جیلانی رح کے بارے میں فرماتے ہیں :-

"ان کا طرز عمل اور ان کی تصنیفات اھدنا الصراط المستقیم کی عملی تصدیق دکھاتی ہیں علماء صرف یہ سمجھتے ہیں کہ اھدنا الصراط المستقیم پڑھنے کے لیے ہے لیکن اس کے اثرات و نتائج کچھ نہیں مگر وہ (حضرت جیلانیؒ) عملی طور پر دکھاتے ہیں کہ ان منعم علیہ لوگوں کے نمونے امت میں ہوتے ہیں "

(ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۵۳)

اسی لیے ہمارے حضرت اقدس نے تعلق باللہ کے حصول میں فنا فی اللہ کے بعد بقا کے درجہ کے بعد اس کے اثرات کو لقا کا مقام بتایا ہے کیونکہ جہاں زندگی ہے وہاں خطرات بھی ہیں پس دنیا میں رہ کر جب فنا فی اللہ کے نتیجہ میں بقا نصیب ہوتی ہے تو اس بقا کو لقائے الٰہی کے حصار میں ہی خطرات سے پناہ ملا کرتی ہے سچ ہے ۔

؎ دشت دنیا جز بہ درد و دام نیست
جز بخلوت گاہِ حق آرام نیست

ہمارے حضرت اقدس ان تینوں درجوں کا استنباط قرآن مجید سے یوں فرماتے ہیں :

" اس جگہ یہ نکتہ بھی یاد رہے کہ آیت موصوفہ یعنی بلیٰ من اسلم وجھہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون سعادت تامہ کے تینوں ضروری درجوں یعنی فنا اور بقا اور لقا کی طرف اشارت کرتی ہے ۔۔۔ اسلم وجھہ کا فقرہ یہ تعلیم کر رہا ہے کہ تمام قویٰ اور اعضا اور جو کچھ اپنا ہے خدا تعالیٰ کو سونپ دینا چاہیئے اور اس کی راہ میں وقف کر دینا چاہیئے جسکا نام دوسرے لفظوں میں فنا ہے ۔۔۔۔

پھر اس کے بعد وھو محسن کا فقرہ مرتبہ بقا کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ جب انسان بعد فنائے اکمل و اتم و سلب جذبات نفسانی الٰہی جذبہ اور تحریک سے پھر جنبش میں آیا ۔۔ تو یہ وہ حیات ثانی ہے جسکا نام بقا رکھنا چاہیئے پھر بعد اسکے فقرات فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون جو اثبات و ایجاب و نفی و سلب خوف و حزن پر دلالت کرتی ہیں یہ حالت لقا کی طرف اشارہ ہے ۔۔۔۔ اور یہ لقا کا مرتبہ تب سالک کیلئے کامل طور پر متحقق ہوتا ہے کہ جب ربانی رنگ بشریت کے رنگ و بو کو بتمام و کمال اپنے رنگ کے نیچے متواری اور پوشیدہ کر دے ۔ یہ وہی مقام ہے جس پر پہنچکر بعض سالکین نے لغزشیں کھائیں اور شہودی پیوند کو وجودی پیوند کے رنگ میں سمجھ لیا "

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

یہ تشریحات بہت ایمان افروز ہیں اور قارئین کرام کے لیے آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن صفحہ ۳۳ تا ۳۷ کا مطالعہ از یاد ایمان و ایقان کا باعث ہوگا ؂

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

ہمدردانہ مشورہ اور قابل اعتماد اصولی علاج کے لیے

مطب ناصر دواخانہ۔ گول بازار۔ ربوہ فون نمبر ۵۳۴

گھر کا ڈاکٹر

ہاضمون

نصرت دواخانہ گولبازار ربوہ

مشہور کاجل

نظر اور آنکھوں کی خوبصورتی

مشہور دواخانہ گوجرانوالہ

کئی سال سے آپ کی بے لوث خدمت کرنیوالا

واحد ادارہ

احمد اسٹیٹس رجسٹرڈ

• سکنی و زرعی اراضی

• مکانات و پلاٹس وغیرہ کی خرید و فروخت

کے لئے آپ کی خدمت کا متمنی

احمد اسٹیٹس رجسٹرڈ

انس مارکیٹ ربوہ

فون نمبر ۵۳۵

سونے چاندی کے زیورات

اعلیٰ اور جدید ڈیزائنوں میں بنوانے کے لئے

خرید و فروخت کے لئے۔ نیز

الیس اللہ بکاف عبدہ

کی انگوٹھیاں دیدہ زیب ڈیزائنوں میں اور سندھی و نورتن کو کے خریدنے کا اعلیٰ مرکز فون رہائش ۵۴۹

پاک گولڈ سمتھ

میاں عبدالمنان ناصر ولد عبدالسلام صاحب

عقب جمال بیکری گولبازار ربوہ

فون ۵۵۰

ربوہ اور بیرون ربوہ رہائشی پلاٹس۔ مکانات، زرعی زمین خریدنے کے لیے

اچھی کارکردگی کا حامل

آپ کا پانچ سالہ پرانا ادارہ

بلال اسٹیٹس رجسٹرڈ پراپرٹی ڈیلرز

فون نمبر ۵۰۸ کمیٹی مارکیٹ ربوہ فون گھر نمبر ۴۰۵

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ "مینجر الفضل"

بشیر انجینئرنگ انڈسٹریز لمیٹڈ

ایسوشی ایٹس آف

میسرز بشیر اینڈ کمپنی

ایکسپورٹرز اینڈ امپورٹرز

(گورنمنٹ کے منظور شدہ ٹھیکیدار برائے ملٹری۔ ریلوے۔ ٹیلیگراف۔ ٹیلی فون۔ واپڈا اور دوسرے شعبہ جات)

لوہے کے جستی تار، نیز کاسٹ آئرن کے گھریلو استعمال کے سیوریج پائپ اور لوہے کی ہر قسم

کی چادروں کیلئے ہمیں خدمت کا موقع دیں

ہیڈ آفس

حمید منزل ۸۹ انارکلی لاہور

فون نمبر

۵۲۷۸۳ ، ۴۱۳۳۲۲

شاخیں (۱) لوہا مارکیٹ، لاہور فون نمبر ۵۶۰۲۳ — (۲) کے ایم سی۔ ۷۷ گارڈن مارکیٹ۔ لانس روڈ کراچی فون نمبر ۷۸۵۶۴

فیکٹری ——— ۲۲ کلومیٹر (لاہور شیخوپورہ روڈ) لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

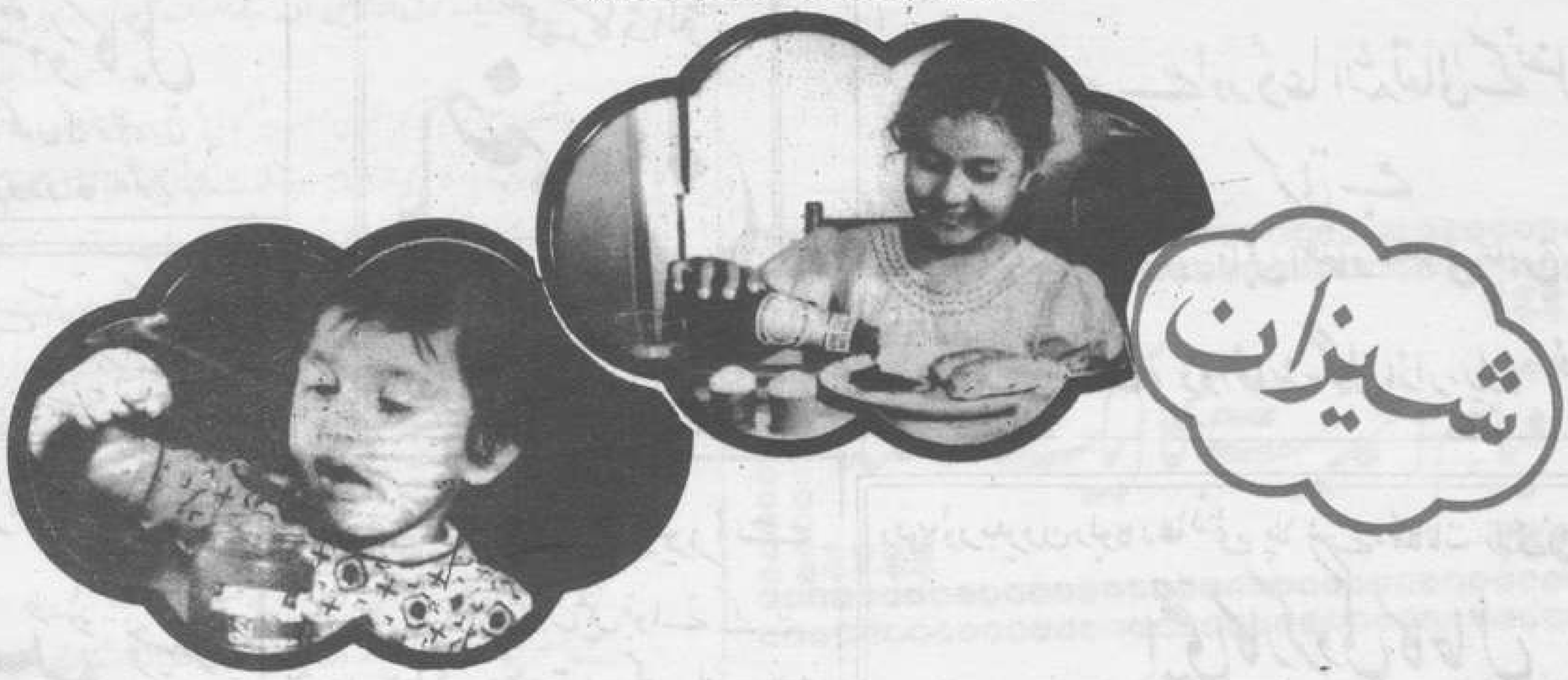

ایک بار نہیں سو بار نہیں
میں تو کہوں گی لاکھوں بار

شیزان کی ہر چیز ہے سب سے مزے دار

جائیداد کی خرید و فروخت کے لیے آپ کا
قابلِ اعتماد ادارہ

فضل عمر پراپرٹی ڈیلرز

نزد ریلوے
پھاٹک ربوہ فون دفتر ۶۴۰ فون رہائش ۵۴۰

سرگودھا شہر میں

ہر قسم کی عمارتی لکڑی دیودار، کیل، پڑتل بصورت گیلی جات و پھاڑہ، نیز سریا گارڈر، بی آئرن، کیل قبضہ وغیرہ کے حصول کے لیے سرگودھا شہر میں عمارتی لکڑی اور لوہے کا بہترین مرکز

تھوک و پرچون ۳۹۸۴

پتہ: چوہدری عبدالکریم اینڈ سنز فون نمبر
دوکان نمبر ۶۳ غلہ منڈی (پرانا دفتر فوڈ گرین) سرگودھا

پبلشر: مسعود احمد - پرنٹر: سید عبدالحی - مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ